بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ایڈیٹر:-
برکات احمد راجیکی
اسسٹنٹ ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

تواریخ اشاعت ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

جلد ۱ | ۱۴ ماہ ہجرت ۱۳۳۱ھ - مطابق - ۱۴ مئی ۱۹۵۲ عیسوی | نمبر ۱۰

فرقہ دارانہ فسادات اور اُن کا انسداد

(۳)

ہم کچھ عرصہ پیشتر دو اشاعتوں میں فرقہ دارانہ فسادات کے اسباب اور ان کے انسداد کے متعلق بعض ضروری امور پر روشنی ڈال چکے ہیں۔ اس تعلق میں ایک اور اہم بات کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے۔ فرقہ دارانہ فسادات کا ایک بڑا سبب دھڑا بندی پکش پات اور ناجائز طرفداری ہے۔ یعنی عام لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ قوم یا ہم مذہب کے ہر جا و بے جا فعل اور حرکت کی تعریف کی جائے۔ اور دوسری اقوام اور اہل مذاہب کی ہر بات کی مذمت کی جائے۔ اور اس میں نقائص نکالے جائیں۔ حالانکہ یہ بات قطعی طور پر غلط اور خلاف حقیقت ہے۔ کہ ایک قوم سراسر خوبیوں اور اچھائیوں سے عاری ہو یا کوئی دوسری قوم اپنے اندر بھلائی ہی بھلائی رکھتی ہو اور عیوب و نقائص سے بکلی مبرا اور پاک ہو۔ ہر قوم میں کوئی نہ کوئی خوبی اور اچھائی ہوتی ہے۔ جس طرح کہ ہر قوم میں کوئی نہ کوئی نقص یا کمزوری ہوتی ہے۔ اور بُری سے بُری قوم بھی بعض اوقات قابل تعریف افعال کر لیتی ہے۔ جس طرح کہ اچھی سے اچھی قوم سے بھی بعض اوقات کسی جہت سے کمزوری اور نقص ظاہر ہو جاتا ہے۔ ہندوستان میں بسنے والی اقوام ایک لمبے زمانہ کی غلامانہ اور گندے حالات میں سے گذرنے کی وجہ سے اس حقیقت کو بہت کم سمجھنے کی کوشش کرتی ہیں اور اپنی قوم کے افراد کے ہر فعل کو قابل تائید و تعریف خیال کرنے لگ جاتی ہیں اسی طرح غیر قوم کے افراد کے ہر فعل اور بات کو قابل مذمت خیال کیا جاتا ہے۔ اس عدم رواداری کا یہ نتیجہ ہے کہ فتنہ و فساد کی آگ آئے دن ملک کے گوشے گوشے میں مشتعل ہوتی رہتی ہے اور اس کو فرو کرنے کے لئے اگر کوئی سنجیدہ اور دردمند انسان کوشش بھی کرتا ہے تو وہ اکارت جاتی ہے۔

اگر ہندوستان کی مختلف قومیں اپنے لیڈران یا حکومت کے ذریعہ اس بات کا معاہدہ کریں۔ کہ مثلاً اگر ہندو قوم کے کسی فرد کی طرف سے کوئی ایسا فعل سرزد ہوگا جو مسلمانوں، سکھوں یا عیسائیوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والا ہوگا تو بجائے اس کے کہ اس فعل کی مذمت مسلمان، عیسائی یا کوئی اور قوم کرے خود ہندو قوم کے لیڈران اور افراد اس بُرے فعل کی مذمت کریں گے اور ایسے فعل کا ارتکاب کرنے والے شخص کے خلاف ہر ممکن مؤثر کارروائی عمل میں لا کر اس کو آئندہ ایسی حرکات سے باز رکھنے کی کوشش کریں گے۔ اسی طرح اگر سکھوں یا عیسائیوں میں سے کسی فرد سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جو ہندو مذہب یا کسی اور مذہب یا قوم کے لئے باعث تکلیف ہو۔ یا اس سے ان اقوام کے باہمی تعلقات خراب ہوتے ہوں تو بجائے ہندوؤں کی طرف سے ایسے افعال و حرکات کے خلاف آواز اٹھانے کے خود اس قوم کے لیڈر اور افراد جس کا کوئی شخص قابل اعتراض فعل کا مرتکب ہوا ہے اس کے خلاف آواز بلند کریں۔ اور اپنی سوسائٹی کے ذریعہ سے ایسے شخص کو سزا دیں یا دلائیں۔ اگر یہ طریق باہمی سمجھوتہ اور معاہدہ کے ذریعہ اختیار کیا جائے یا حکومت کے کسی قانون کے ذریعہ عمل میں لایا جائے تو آئے دن کی کشیدگی اور فتنہ و فساد دور ہو سکتا ہے۔

اب صورت حال یہ ہے کہ اگر ہندو قوم کا کوئی فرد کوئی ایسی تحریر کرتا ہے۔ یا کتاب تصنیف کرتا ہے جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں اور ان کے دلوں میں ہندو قوم کے خلاف نفرت و حقارت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ تو ہندو قوم کے اخبارات اور افراد بجائے ایسے فعل اور اس کے مرتکب کی مذمت کرنے کے اس کی پشت پناہی اور تائید کرتے ہیں۔ جس سے ایسے مجرموں کی اور بھی دلجوئی ہوتی ہے۔ اور جب ایسے افعال میں ان کو اپنی قوم کی تائید اور مدد حاصل ہوتی ہے تو ان افعال کے ارتکاب پر وہ اور بھی دلیر ہو جاتے ہیں۔ یہی حال دوسری اقوام کا ہے۔ ہر قوم کم و بیش اپنے مجرموں کی تائید کرتی ہے۔ اس طرح برائی کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے اور ملک فتنہ و فساد اور فرقہ دارانہ کشیدگی کا اکھاڑا بنا ہوا ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہوتا ہے کہ جب وہ قوم جس کو زخم اور تکلیف پہنچتی ہے ایسے افعال کے خلاف آواز اٹھاتی ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ ایسا دشمنی سے کیا جاتا ہے۔ اور خواہ مخواہ اعتراض اٹھایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کے معقول اعتراض کو بھی پوری وقعت نہیں دی جاتی۔

گذشتہ دنوں جب بابو راؤ پٹیل نے رسالہ "فلم انڈیا" میں اسلام اور حضرت بانی اسلام علیہ السلام کے خلاف ایک نہایت اشتعال انگیز اور قابل مذمت و گرنست مضمون لکھا تو بجائے اسکے کہ تمام لوگ اس قبیح و مذموم حرکت کی متفقہ مذمت کرتے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات کو خراب کرنے والی ہے۔ بہت سے اخبارات، رسائل اور افراد نے اس اشتعال انگیزی کی تائید کی۔ اور بعض نے جن سنگھ نے تو اس کی تائید و تعریف میں باقاعدہ ریزولیوشن پاس کیا۔ اور بابو راؤ پٹیل کو مبارکباد دی۔ اسی طرح آریہ سماج کے مشہور پرچارک پنڈت رام چندر دہلوی نے بھی اس اشتعال انگیز مضمون کی تائید کی۔ یہ طریق یقیناً نامناسب اور ناپسندیدہ ہے۔ اور اس سے نہ صرف یہ کہ فتنہ انگیز لوگوں کے خلاف قانون کو حرکت میں لانے میں دقت ہوتی ہے۔ بلکہ ان کو آئندہ ایسے افعال کرنے پر دلیری اور جرأت ہو جاتی ہے۔

بے شک انگریزوں کی سابقہ "تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی کو چلانے کے لئے مؤثر تھا۔ لیکن اب جبکہ ہماری اپنی حکومت ہے اور ہم ہر جہت سے اپنے ملک کو ترقی دینے اور اسکو ترقی یافتہ ممالک کی صف اوّل میں عزت کے ساتھ کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایسے امور کی اصلاح ہونی ضروری ہے۔ جو پبلک اور حکومت دونوں کے تعاون اور توجہ سے ہو سکتی ہے۔ خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ملک میں امن و امان اور محبت و اتحاد کی قدر کر پہچانیں اور اس کو قائم کرنے اور ترقی دینے کے لئے پوری جدوجہد کر سکیں۔ آمین۔

ضروری تصحیح

مورخہ ۷ رمئی کے پرچے میں صفحہ اوّل پر جو لکھے ہیں بجائے ۱۴ راپریل کے ۱۴ رمئی پڑھا جائے۔

بھائی عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے رباآرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر دارالمسیح قادیان سے شائع کیا۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا اسوۂ حسنہ

حضرت حاجی محمد الدین صاحب تہالوی درویش صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مندرجہ ذیل واقعہ حضرت اماں جان رضؓ کے اخلاق حمیدہ کے متعلق تحریر کیا ہے جو احباب کے فائدہ کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

" میری پہلی بیوی ڈاکٹر محمد احمد و سلطان احمد سلمہا اللہ تعالیٰ آف عدن کی والدہ تھیں۔ بڑی ہی نیک خاتون تھیں۔ ان کے بطن سے میرے دو بچے جن میں سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھے۔ ایک ہی دن میں بخار اور خسرہ سے فوت ہو گئے۔ اس نیک بی بی نے نہایت ہی قابل تقلید نمونہ دکھایا، اور قطعاً جزع فزع نہ کی۔ بلکہ تسبیح و تحمید میں لگی رہی۔ ایک طرف تو اس کی یہ حالت تھی۔ دوسری طرف وہ بیعت بھی نہ کرتی تھیں۔ بالآخر میں نے آخری علاج یہ سوچا کہ اسے قادیان لے آیا۔ اور دار المسیح میں ٹھہرایا۔ حضرت ام المومنین نے جب میری بیوی کے دو عزیز بچوں کے ایک وقت انتقال کا سنا۔ تو آپ نے اس قدر شفقت اور محبت کا برتاؤ کیا اور اس قدر تسلی دی۔ کہ جس سے اس کو بہت اطمینان حاصل ہوا۔ اور وہ اپنے گھر جا کر بھی حضرت ام المومنین کے محبت بھرے کلمات اور پُر از محبت ملفوظات کا ذکر کرتی تھیں۔ انہوں نے بارہا کہا۔ کہ حضرت اماں جان تو سگی والدہ سے بھی بڑھ کر سلوک کرتی ہیں۔ آپ کی اس صحبت نے اور اس احسان اور شفقت نے ان کی طبیعت کو بدل دیا۔ اور انہوں نے احمدیت کو قبول کر لیا۔ یہ اماں جان کی شفقت اور ہمدردی کا ہی نتیجہ تھا۔

خط قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ بنام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

پیارے آقا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات حسرت آیات کی خبر آج بتاریخ ۲۱ راپریل شام کے چار بجے ریڈیو کے ذریعہ سُنکر اس درجہ صدمہ گذرا۔ جیسے کسی عزیز ترین شے کے یکبارگی گم ہو جانے پر ہوا کرتا ہے۔ ہم نے اپنے دلوں کو مزید تسلی دینے کے لئے کہ شائد یہ خبر دشمنوں کی افترا پردازی پر مبنی ہو نرائن گنج رات کے دس بجے ٹرنک کال کیا۔ وہاں سے چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں نے اطلاع دی کہ بالکل صحیح خبر ہے۔ اس درمیان دوسرے دن قادیان سے تار بھی آگئی۔ ۲۲ر تاریخ کو صبح دس بجے دکھ بھرے دل کے ساتھ ہم لوگوں نے جنازہ غائب ادا کیا۔ خدا تعالیٰ ہم سبھوں کو صبر جمیل عطا فرما دے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ کے جملہ خدام اس اندوہناک غم میں حضور پُر نور کی طرح برابر کے شریک ہیں اور ہمارے خالص اخلاص سے بھرے ہوئے جذبۂ ہمدردی کو حضور انور قبول فرما دیں۔

آخر میں مجلس خدا تعالیٰ سے بدست بدعا ہے کہ مولا کریم حضرت اماں جان رضؓ کو فردوس بریں میں اعلیٰ درجات عطا فرما دے اور ہم سب کو جو آپ کے روحانی فرزند ہیں صبر جمیل عطا فرما دے۔ آمین

خاکسار

سید بدر الدین احمد عفی عنہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ
نمبر ۱/۱۵۱ اکبر ایہ روڈ کلکتہ ۱۷

سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا سن وفات

از نتیجۂ فکر مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

(۱) " سیدہ نصرت جہاں بے غم ہوئی "

(سنہ ۱۹۵۲ شمسی عیسوی)

(۲) " مغفورہ " ۔ سنہ ۱۳۳۱ ہجری شمسی

حضرت مولوی محمد عبد اللہ صاحب بوتالوی کی وفات

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۶/۴/۵۲ بنام مکرم امیر صاحب قادیان تحریر فرمایا ہے۔

(۱) بڑے افسوس کے ساتھ آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آج سحری کے وقت مولوی محمد عبد اللہ صاحب بوتالوی والد مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور بہت مخلص بزرگ تھے۔ دوستوں کو کہہ دیں اور جنازہ غائب ادا کیا جاوے۔

(۲) آجکل یہاں ربوہ میں حضرت ام المومنین ادام اللہ فیوضہا کے مزار کی چار دیواری بن رہی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی چار دیواری کے نمونہ پر ہے۔

(۳) حضرت صاحب عنقریب اپنے مستقل (یعنی ربوہ کے لحاظ سے مستقل) مکان میں منتقل ہونے والے ہیں۔

ریزولیوشن مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ بر وفات حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا

اراکین مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا یہ اجتماع سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر اپنے گہرے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ حضرت اماں جانؓ کا وجود کوئی وجود نہ تھا۔ آپ کی رحلت سے جو صدمہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کے جمیع افراد کو پہنچا ہے وہ کوئی معمولی صدمہ نہیں۔ اس حادثہ روح فرسا پر ہم سب کے سینے فگار اور قلوب مجروح ہیں۔

حضرت اماں جان رضؓ کو جو محبت، شفقت اور ہمدردی سلسلہ اور سلسلہ کے ہر فرد سے تھی۔ اور الہٰی نوشتوں کے مطابق جو مقام آپ کا معلوم ہوتا ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہم سب کے دل روئیں اور آنکھیں آنسو بہائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس سانحہ دلخراش پر جس قدر بھی رنج کا اظہار کیا جائے وہ یقیناً کم ہے۔ مگر ان تمام باتوں کے باوجود ہم سب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پیارے قول سے تسکین پاتے ہیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

چنانچہ ہم اپنے مولا کی رضا پر بہر حال میں راضی ہیں۔ اور اس وقت اسی کی سکھائی ہوئی تعزیت انا للہ وانا الیہ راجعون کا اظہار اپنی زبانوں سے کرتے ہیں۔ اور اسی کے مقدس آستانے پر جھکتے ہوئے التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو ترقی درجات کے ساتھ جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور آپ کی جسمانی اور روحانی اولاد کو صبر جمیل عطا کر کے اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

اس ریزولیوشن کی نقول سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ صاحبہ۔ حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ صاحبہ۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔ ناظر صاحب اعلیٰ ایڈیٹر صاحب الفضل اور سلسلہ کے دوسرے تمام اخبارات کو ارسال کی جائیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی شاندار کامیابی

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ابن سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے لکھنؤ یونیورسٹی کے امتحان " فاضل فی التفسیر " میں فرسٹ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی ہے۔ خدا تعالیٰ اس کامیابی کو آپ کے لئے مفید اور باعث صد افتخار بنائے۔ اور آئندہ علمی اور دینی ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔ ہم اس کامیابی پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت سیدہ ام وسیم احمد صاحب اور خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے افراد کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

درخواستہائے دعا

مکرم حاجی محمد الدین صاحب تہالوی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے لڑکے عزیز سلطان احمد صاحب آف عدن کے ہاں ابھی تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ شادی کو کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ احباب اولاد نرینہ خادم دین کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲) عبد الواحد صاحب رنگریز درویش تحریر کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب پاکستان میں وفات پا گئے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بھائی بہن ہیں جن کا پرسان حال کوئی نہیں۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ نیز ہم سب کے لئے صبر جمیل اور ذخیرہ عافیت کے واسطے دعا فرمائیں۔

"الدار" میں

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مستقل قیام گاہ

از مکرم مرزا برکت علی صاحب اسسٹنٹ سول انجنیئر ایران حال قادیان

"الدار" سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس حصہ کا نقشہ جسمیں حضور علیہ السلام اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مستقل رہائش گاہ تھی۔ ذیل میں مع ضروری نوٹوں کے پیش کیا جاتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد اس حصہ میں سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مستقل قیامگاہ تھی اور یہ سب کمرہ جات اور صحن وغیرہ آپکی ہی طرف منسوب ہوتے تھے چونکہ بیرونی احباب بالخصوص پاکستان کے دوستوں کے لئے اسوقت ان مقدس مقامات کو دیکھنے میں بہت سی رکاوٹیں اور دقتیں ہیں۔ اسلئے ان کی یاد تازہ کرنیکے لئے یا ان دوستوں کے ازدیادِ علم کے لئے جن کو کبھی ان مقدس مقامات کو اندر سے دیکھنے کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ یہ نقشہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس بات سے دل نہایت دردمند اور آنکھیں اشکبار ہیں کہ حضرت اماں جان رض جنکو ۱۹۴۷ء میں ان مقامات کو مجبوراً اور کرہاً چھوڑنا پڑا اب اپنے ارضی جسم کیساتھ انہیں واپس نہ آسکینگی۔ خدا تعالیٰ ان مقدس ہستیوں پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے جنکے بابرکت وجودوں سے یہ مقامات بابرکت یا طہر ہوئے۔ آمین

(۱) دالان حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بروایت حضرت اماں جان رض اس دالان کو بیت الفکر کا حصہ قرار دیا ہے۔ پہلے اسکی چھت کم اونچی تھی بعد میں اسکو زیادہ اونچا کیا گیا حضرت اماں جان رض شادی کے بعد اسی دالان میں آئیں۔ اور ۱۹۴۷ء تک آپکا مستقل قیام اسی میں رہا۔ اس کے شمال کی طرف دو کھڑکیاں ہیں جو نیچے کے کمروں میں کھلتی تھیں۔ انکے ایکطرف لکڑی کی سیڑھی ہے اور ایک طرف اینٹوں کی سیڑھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جان رض موسم گرما میں انہی کے ذریعہ کوٹھے پر تشریف لے جاتے تھے۔

نقشہ میں ایک تار ظاہر کی گئی ہے جس پر پردہ لٹکا ہوا تھا۔ اور جب کوئی خاص خادم بیت الدعا میں جانے کیلئے حاضر ہوتے تو حضرت اماں جان رض اس پردہ کی اوٹ میں ہو جاتیں۔

(۲) بیت الدعا اسکی تعمیر ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔ یہ کمرہ دالان (۱) سے تین فٹ اونچا ہے۔ اور سیڑھی کے ذریعہ سے اس کمرہ میں داخل ہوا جاتا ہے یہ کمرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاص طور پر دعا کرنے اور رگھر کی نماز ادا کرنے کیلئے تعمیر کرایا تھا۔

(۳) غسلخانہ۔ یہ بعد میں تعمیر ہوا۔ اس میں بیت الخلاء بھی تھا۔ اور یہ غسلخانہ وغیرہ حضرت اماں جان رض کے استعمال میں ۱۹۴۷ء تک آتا رہا۔ یہ غسلخانہ دالان کے فرش سے چھ انچ نیچا ہے۔

(۴) بیت الفکر۔ جس کا ذکر براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے۔ اور جس کے متعلق الہام الٰہی میں من دخلہ کان امنا کے الفاظ آتے ہیں۔

(۵) صحن مکان حضرت اماں جان رض۔ اس کا فرش دالان کے برابر ہے۔

(۵/۱) صحن مکان۔ یہ ۵ سے ایک فٹ اونچا ہے اور بعد میں توسیع کر کے بنایا گیا تھا۔

(۶) برآمدہ۔ ۵ ... اں جگہوں پر مستورات کیلئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ درس قرآن کریم فرمایا کرتے تھے۔

(۷) کمرہ جس میں کبھی کبھی خادمائیں بھی رہ لیتی تھیں۔ اور خاندان حضرت مسیح موعود کے دوسرے افراد بھی عارضی طور پر رہتے تھے۔

(۸) رستہ۔ یہاں سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اور دوسرے افراد خاندان حضرت مسیح موعود مسجد مبارک میں تشریف لے جاتے تھے۔

(۹) باورچی خانہ جس میں کھانا تیار ہوتا تھا اور کبھی کبھی حضرت ممدوحہ رض خود بھی کھانا یہاں پر تناول کرتی تھیں۔

(۱۰) بیت الریاضت جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ سے پہلے چھ ماہ کے روزے رکھے لوراسکی غربی کھڑکی کے ذریعہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے مکان سے کھانا آتا تھا جو چھکو کے ذریعے اوپر کھینچ لیا جاتا تھا۔

(۱۱) کمرہ خورد ونوش کا سامان اسمیں رکھا جاتا تھا۔

(۱۲) کنواں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسوقت جب حضرت تائی صاحبہ نے اپنے کنوئیں سے پانی لینے میں روک ڈالنی چاہی۔ تو بنوا کر دیدیا۔ اس کا پانی بہت ٹھنڈا اور لذیذ ہے۔

شمال
مغرب
مشرق
جنوب
پیمانہ ۱/۱۶ - ۱ انچ
رہائش گاہ حضرت ام ناصر احمد
⑫ صحن الدار 21-2x31-9
⑩ 10x10-4
⑨ 22-6x10-6
انگیٹھی
⑤ 13-6x31-9
راستہ
کنواں
تار برائے پردہ
⑤ 16x22-6
صحن
① 12-3x23
② 6-6x5
③ 5x9
⑥ 7-6x21
⑪ 7-6x10-6
9-9x7-6
④ 13-6x9-3
⑧ 4x6
⑦ 14-6x10-6
9-9x10-3
راستہ
رہائش گاہ حضرت ام متین
بیت الذکر یعنی مسجد مبارک
سیڑھیاں

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی اشاعت اور ترقی کیلئے رات اور دن کام کرتی چلی جائے

اس کام کو اتنی تن دہی سے سرانجام دو کہ ہر دیکھنے والا یہ سمجھے کہ اسے سوائے اس کام کے اپنے تن من دھن کی کوئی ہوش نہیں!

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۵ اپریل ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
مجھے چار دن سے

لمبے گو اور شیاٹیکا

کی تکلیف ہے۔ ہمارے ہاں پنجابی میں لمبے گو کو چک پڑنا یا نکلنا کہتے ہیں۔ اس میں انسان صرف ایک طرف جھک کر کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور وہ بھی تکلیف سے۔ آج سے کسی قدر جسم سیدھا ہونے لگ گیا ہے۔ لیکن ابھی حرکت میرے لئے تکلیف دہ ہے۔ اسی وجہ سے میں کھڑے ہو کر خطبہ نہیں کر رہا۔ بلکہ بیٹھ کر خطبہ کر رہا ہوں۔

انسانی زندگی

اگر اس سے انسان صحیح طور پر فائدہ اُٹھانا چاہے تو وہ صرف عمل کا نام ہے۔ دنیا میں یہ ایک قطعی اور یقینی چیز ہے۔ کہ انسان آتا ہے۔ اور فوت ہو جاتا ہے۔ لیکن شاید پچاس ساٹھ سال کی عمر تک تو انسان خیال بھی نہیں کرتے۔ کہ انہوں نے مرنا ہے۔ اور اس کے بعد کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ زندہ ہی مر جاتے ہیں۔ یعنی ہر وقت مرنے کا ہی سوچتے رہتے ہیں۔ گویا بیشتر حصہ انسانوں کا ایسا ہے کہ ایک وقت تک تو وہ سمجھتا ہے کہ مرنا ہی نہیں۔ اور دوسرے وقت سمجھتا ہے۔ کہ میں مر چکا ہوں۔ اس طرح اس کی دونوں زندگیاں بے کار چلی جاتی ہیں۔ جب وہ سمجھتا ہے کہ میں نے مرنا نہیں۔ اس وقت بھی وہ اپنی زندگی کسی مفید کام میں نہیں لگاتا۔ اور جب وہ سمجھتا ہے کہ میں مر گیا۔ اس وقت بھی وہ اپنی زندگی کسی مفید کام میں صرف نہیں کرتا

اصل اور صحیح طریقہ

یہی ہے کہ انسان سمجھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں کام کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ جتنا بھی کام کر لوں وہی میری زندگی کا مقصد اور وہی اس کا ماحصل ہے۔ پس انسان کو ہر تنگی ترشی مصیبت آرام خوشی اور رنج میں اپنے خیالات صرف اس طرف ہی لگائے رکھنے چاہئیں کہ اگر میرے اعمال میں کوئی کمی ہے۔ یا میری قربانیوں میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو اس کو پورا کر دوں۔ تاکہ میری موت کا وقت میرے لئے رنج کا موجب نہ ہو بلکہ خوشی کا موجب ہو۔ کسی شاعر نے عربی زبان میں کہا ہے

انت الذی ولدتك امك باكيا
والناس حولك يضحكون سرورا

تُو وہ شخص ہے کہ تیری ماں نے تجھے اس حالت میں جنا تھا کہ تو رو رہا تھا۔

بچہ پیدا ہوتا ہے

تو روتا ہے۔ پس وہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تو وہ ہے کہ ماں نے جب تجھے جنا تھا تو تُو روتا تھا۔

والناس حولك يضحكون سرورا

لیکن لوگ تیرے اردگرد بیٹھے خوشی سے ہنس رہے تھے۔ کہ بیٹا ہو گیا۔ بیٹا ہو گیا۔ گویا تُو تو روتا تھا۔ مگر تیرے رونے پر انہیں رنج نہیں تھا۔ بلکہ وہ خوش تھے۔ اور ہنس رہے تھے۔ تُو رو رہا تھا۔ کہ میں تکلیف سے اور ایک دردناک طبعی اپریشن کے ساتھ جنا گیا ہوں۔ اور وہ خوش ہو رہے تھے کہ ہمارے خاندان میں ایک بیٹا آ گیا۔

فاحرص علی عمل تکون اذا بکوا
فی وقت موتك ضاحكا مسرورا

پس تو اس بات کو دیکھ کر اب پکا عزم اور ارادہ کر لے کہ میں اب دنیا میں ایسے اعمال کروں گا کہ میری موت پر اور لوگ تو رو رہے ہوں گے۔ اور میں ہنس رہا ہوں گا۔ لوگ روتے ہوں کہ

اتنی خدمت کرنے والا

اور اتنے کام کرنے والا مر رہا ہے۔ اب ہم کیا کریں گے۔ اور تو خوش ہو رہا ہو کہ ان کاموں کے بعد اب میں خدا کے پاس جا رہا ہوں۔ جو نہ معلوم مجھے کیا کچھ انعام دے گا۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ انسان کو اپنی زندگی میں زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اور

زیادہ سے زیادہ مفید کام

کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اگر وہ اس بات کی عادت ڈال لے۔ تو اس کے پاس کوئی وقت بچ ہی نہیں سکتا۔ جو غلط خیالات اور پراگندہ خیالات میں صرف ہو سکے۔ پراگندہ خیالات اور غلط خیالات اس شخص کے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ جس کا وقت رائیگاں جا رہا ہو۔ لیکن جو شخص کام میں لگا ہوا ہوگا۔ اس کے دل میں پراگندہ اور غلط خیالات پیدا ہی کس طرح ہوں گے۔ اور اگر کسی کو کوئی ایسا صدمہ پہنچے گا بھی جو اس کے خیالات کو پراگندہ کرنے والا ہو۔ تو وہ فوراً اس پر غالب آ جائے گا۔ کیونکہ کام اسکے سامنے ہوگا۔ اور وہ اس میں مشغول ہو جائیگا۔

ہماری جماعت

کو خصوصیّتاً یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے انہیں ایسے زمانہ میں پیدا کیا ہے جب ان کے سامنے کام ہی کام ہے۔ دنیا میں مختلف زمانے آتے ہیں۔ اور ان زمانوں میں خدا تعالیٰ کی مختلف صفات اور تجلیات کا ظہور ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں بھی اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ الہام آتا ہے۔ کہ افطر واصوم یعنی کبھی کبھی میں روزہ کھولتا ہوں۔ اور کبھی کبھی روزہ رکھتا ہوں۔ یعنی کبھی تو ہم دنیا میں ایسی تقدیر جاری کرتے ہیں کہ کام ہی کام انسان کے سامنے ہوتا ہے۔ جیسے افطاری کا وقت آ جائے تو کام بڑھ جاتا ہے اور لوگ ایک دوسرے سے کہتے ہیں۔ کہ جلدی کرو۔ شربت لاؤ۔ برف لاؤ۔ کھجوریں لاؤ۔ اور کبھی روزے کا وقت ہوتا ہے جب انسان چپ کر کے بیٹھ رہتا ہے یہ

خدا تعالیٰ کی دو صفتیں

ہیں۔ جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام میں ذکر آتا ہے۔ نادان کہتا ہے کہ کیا خدا روزہ رکھتا ہے یا کیا خدا روزہ کھولتا ہے۔ اس وقت اسے بھوک لگ رہی ہوتی ہے۔ وہ شخص جو ایسا کہتا ہے وہ بیوقوف ہے وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ ایک استعارہ ہے۔ اور اس کے معنے یہ ہیں کہ کبھی دنیا میں ایسے تغیرات پیدا ہوتے ہیں کہ کام ہی کام انسان کے سامنے ہوتا ہے۔ اور کبھی ایسے تغیرات پیدا ہوتے ہیں۔ جب کام کا غلبہ نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ وہ ہے جو

کام کا زمانہ ہے

جب دوسرے وقتوں میں بھی جو کام کا وقت نہیں ہوتا۔ انسانی زندگی کا ماحصل کام کرنا ہے۔ تو پھر اس زمانہ میں جو کام کا ہی زمانہ ہو۔ کام کی اہمیت کتنی بڑھ جاتی ہے۔ اور پھر ان لوگوں کا کیا حال ہونا چاہیئے۔ جنہیں اسی غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہو کہ وہ کام کریں۔ اور کرتے چلے جائیں جس طرح شہد کی مکھیاں سارا دن شہد جمع کرنے میں مشغول رہتی ہیں۔ اسی طرح ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی اشاعت اور اسلام کی ترقی کے لئے رات اور دن کام کرتی چلی جائے۔ اور اس کام کو اتنی تن دہی کے ساتھ سرانجام دے کہ جو شخص بھی انہیں دیکھے۔ وہ یہ نہ سمجھے کہ یہ انسان ہیں۔ بلکہ وہ یہ سمجھے کہ یہ شہد کی مکھیاں ہیں جو اپنے چھتہ میں شہد جمع کر رہی ہیں۔ یا یہ چیونٹیاں ہیں جو سردی کے موسم کے لئے غلہ جمع کرتے میں لگی ہوئی ہیں اور ان کو سوائے اس کام کے اپنے تن من دھن کی کوئی ہوش ہی نہیں ❊

امتحان میں کامیابی

چوہدری مبارک علی صاحب واقف زندگی نے لکھنؤ یونیورسٹی سے "فاضل فی التفسیر" کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

جنوبی ہند میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(۲)

گذشتہ سے پیوستہ

۸۔ بمقام کوڈالی ۹ راپریل کنانور سے پندرہ میل کے فاصلہ پر کوڈالی پہنچے یہاں یہ احمدیوں کا وہ تاریخی قبرستان ہے کہ جہاں وہ احمدی دفن ہوئے کہ جن کی لاشوں کی تین تین دن تک بے حرمتی کی گئی۔ اور دفن نہ ہونے دیا گیا۔ کوڈالی میں تیرہ غریب احمدی گھرانے ہیں اور مدرسہ بھی ہے۔ یہاں نیا دارالتبلیغ بن رہا ہے۔ ہائی سکول میں زیر صدارت مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب جلسہ ہوا۔ جس میں تعارفی تقریر مکرم عبدالرحیم صاحب کنانور نے کی۔ اور پھر مکرم سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب۔ مکرم امینی صاحب اور مکرم زین الدین صاحب بی۔اے سب رجسٹرار پینگاڈی نے مختلف امور پر اور مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے "اتحاد اقوام عالم" پر تقریر کی۔ رات کو جماعت کا تربیتی اجلاس لجنہ۔ خدام۔ اطفال اور انصار کے اجتماع میں ہوا اور متعدد تربیتی تقریریں ہوئیں۔

۹۔ بمقام پینگاڈی پینگاڈی مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب رئیس التبلیغ کا مرکز ہے۔ یہاں مسجد اور لائبریری بھی ہے۔ اور یہاں احمدیت کا اچھا اثر ہے۔ گو مخالفت بھی شدید ہے۔ ۱۰ راپریل کی رات کو مکرم مولوی صاحب موصوف کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ تقریروں کا ترجمہ ملیالم میں کیا گیا۔ لاؤڈ سپیکر کرایہ پر کالی کٹ سے منگوایا گیا تھا۔ جلسہ احمدیہ مسجد کے سامنے کیا گیا۔ مستورات کے بھی انتظام تھا۔ حاضری کافی تھی۔ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے عربوں کی اسلامی خستہ حالت اور عرب علاقوں میں جماعت کے کام بیان کئے۔ اور بتایا کہ جماعت احمدیہ اس قابل ہے کہ دنیا اس کے ساتھ شامل ہو سکے۔ پھر مکرم امینی صاحب نے جماعت کی بین الاقوامی حیثیت پر تقریر کی۔ ۱۱ اپریل کو مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے "اسلام اور کمیونزم" پر اور مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری نے "احمدیت یا حقیقی اسلام" پر تقریر کی۔

۱۰۔ بمقام منگلور ۱۲ راپریل بمقام منگلور شام کو گنپتی ہال میں جو وسط شہر میں ہے پہلے مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یادگیری نے "مصائب دنیا میں کیوں آتے ہیں اور ان سے بچنے کے طریق" پر اور مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے "اقتصادی مشکلات کا حل اسلام میں" کے موضوع پر اور مکرم امینی صاحب نے "احمدیت کیا ہے" پر تقریر کی اور ایک تقریر مکرم سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب ایم۔اے نے انگریزی میں کی۔ بعد ازاں مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب بارہ نے اردو اور ملیالم میں قبول احمدیت کی تحریک کی۔ ۱۴ راپریل کو مکرم مولوی محمد سلیم صاحب اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی اور مکرم یوسف حسین صاحب نے تقریریں کیں۔ آخر پر صدر جلسہ مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب نے تقریر فرمائی۔

مدراس سے مالا بار تک شدید مخالفت کا عالم ہے۔ اور لٹریچر کی حد درجہ ضرورت ہے۔ یہاں کے لئے مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب کنڑی زبان میں لٹریچر تیار کر رہے ہیں۔ پینگاڈی اور یہاں جماعت کی خواہش پر مخالفوں پر نفسیاتی اثر ڈالنے کے لئے ہم بازار دن میں پیدل پھرے۔ محمود استاد جن کا اوپر ذکر ہوا ہے احمدی ہونے پر گلے میں جوتوں کا ہار ڈال کر ان کو شہر میں پھرایا گیا۔ ان کے والد صاحب کا قائم کردہ مدرسہ تھا اس میں سے زبردستی نکال دیا اور سامان چوری کر لیا اور مٹھا اب ان پر منور جلایا گیا گویا محمود استاد غاصبانہ طور پر مدرسہ پر قابض تھے۔ ان جلسوں کی تینوں بڑی مساجد میں مخالفت کر کے لوگوں کو روکا گیا۔ ہمارے ہاں حاضری گو اتنی تھی لیکن یہ لوگ سمجھدار اور قابل طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ تاریخ احمدیت میں پہلی بار پبلک جلسے ہماری طرف سے ہوئے ہیں۔

۱۱۔ بمقام شموگہ ۱۵ راپریل۔ قریب میں ہندو مسلم فساد ہونے کی وجہ سے پبلک جلسہ نہیں کیا جا سکتا تھا جماعت کا اپنا تربیتی جلسہ کیا گیا۔

۱۲۔ بمقام بنگلور ۱۸ راپریل کو سب مقررین کرام نے جمعہ سے شام تک مختلف تربیتی امور پر خواتین و اطفال وغیرہ کو تلقین کی۔ ۱۹ راپریل کو پبلک جلسہ تھا۔ یہاں مسلم ہال کے دو امیر مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب احمدی اور مکرم بشیر احمد صاحب وائس پریذیڈنٹ جماعت ہیں۔ ان کے مطالبہ پر مسلم ایسوسی ایشن کی مجلس عاملہ کے تیرہ ممبروں نے مخالفت کی کہ ہال نہ دیا جائے ورنہ کوئی گھڑی بھی باقی نہ رہیگی اخبار "پاسبان" نے ہماری جلسہ کا اشتہار شائع کیا۔ علاوہ ازیں انگریزی۔ ملیالم اور کنڑ میں اشتہارات کے ذریعہ جلسہ کا اعلان کیا گیا۔ جلسہ کے لئے "حضرت ٹیپو شہید" کا محل حاصل کیا گیا۔ قریب کے مندر سے بجلی حاصل کی گئی اور سوا صد کرسیوں اور باقی فرش کا انتظام کیا گیا باوجود شدید مخالفت کے جلسہ کامیاب ہوا تین صد حاضری تھی۔ جن میں بکثرت اعلیٰ طبقہ کے لوگ شامل ہوئے۔ مکرم امینی صاحب نے اسوۂ حسنہ آنحضرت صلعم پر اور مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے "مسلمان اور قرآن کریم" پر کہ مسلمان قرآن مجید کے ذریعہ ہی دوبارہ ترقی کر سکتے ہیں۔ اور مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری نے "تبلیغ اسلام یورپ اور امریکہ میں" کے موضوع پر تقریر کی۔ سالہا سال کے بعد جاری یہ جلسہ ہوا۔ توقع سے بڑھ کر کامیابی ہوئی۔ غیر احمدیوں نے بھی اسپر مبارکباد دی۔ مندرجہ ذیل کے معززین شامل جلسہ ہوئے (۱) سید تاج پیران صاحب معین الوزارہ سجادہ نشین حضرت ٹیپو سلطان رح (۲) سید عبدالواحد صاحب رکن الملک صدر انجمن مسلمانان میسور (۳) سید غوث محی الدین صاحب حکیم الملک ایڈیٹر "الکلام" (۴) سید محی الدین نواز خان صاحب عرف بابا شجاع الملک (۵) سمیع خلیل صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر (۶) حبیب اللہ خان صاحب سب جج (۷) ایڈیٹر "صداقت" (۸) ایڈیٹر "مجموعہ"۔

۲۰ راپریل۔ ایکسترا معززین کو دعوتی رقعہ جات بھجوائے گئے تھے۔ تا جو چاہیں معلومات حاصل کرنے کیلئے تشریف لائیں۔ چنانچہ ذیل کے معززین تشریف لائے جنہیں مطمئن کیا گیا:۔ (۱) ایس عبدالقادر صاحب۔ ریٹائرڈ اسسٹنٹ کمشنر (۲) اسمٰعیل شریف صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر (۴) سید احمد صاحب متعلم لاء کالج (۵) سید عبدالحی صاحب ایڈیٹر "صداقت" (۶) عبدالغفور صاحب تاجر (۷) حبیب اللہ خان صاحب سب جج (۸) عبدالحمید خان صاحب تاجر وغیرہ۔

عبدالجبار خلیل ایڈووکیٹ نے یہاں پریس جاری کیا ہوا ہے اور وہ کنڑی۔ انگریزی اور ملیالم میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع کر رہے ہیں انہوں نے صادق اسمٰعیل صاحب ایڈووکیٹ کو بھجوا کر سب مقررین کرام کو چائے پر مدعو کیا۔ ان کے دریافت کرنے اور ترجمہ دکھانے مولوی محمد عبداللہ صاحب نے مفید مشورے دیئے۔ جلسہ پیشوایان مذاہب کی خاطر ٹاؤن ہال جو بہت وسیع ہے حاصل کیا گیا تھا اسکا ایک دن کا کرایہ نوے روپے آٹھ آنہ ہے۔ جبیر الصوت کا بھی انتظام کیا گیا اس جلسہ کی صدارت کیلئے سر مرزا اسمٰعیل صاحب وزیر اعظم وغیرہ بہت سے چوٹی کے معززین سے درخواست کی گئی لیکن بعض مجبوریوں کے باعث انہوں نے معذرت کی۔ راجہ سیوا اسکا وینکٹ رامیا صاحب ایم۔اے ایل۔ایل۔بی کنڑی ٹرانسلیٹر گورنمنٹ میسور نے جو گورنمنٹ کے خطاب یافتہ اور بہترین معلومات کے آدمی ہیں صدارت قبول کی اور جماعت احمدیہ کے اس کام کی بہت تعریف کی۔ اور

(بقیہ صفحہ ۶ کالم نمبر ۴ کے نیچے ملاحظہ ہو)

آزادئ وطن

از عبدالحکیم صاحب کراچی

اے آب رودِ جمنا صدیوں سے ہے تو جاری
ہم بھی عروج پر تھے ہیں یاد تجھ کو وہ دن
کیا تھا عروج اُن کا کیا دبدبہ جہاں میں
آباد اس جگہ تھی اندر پرست بستی
باقی ہیں اب مقابر آثار شان و شوکت
خاموش یہ کھنڈر ہیں گرد و نواح میں پھیلے
یہ مد و جزر قوموں کا رہتا ہے ہمیشہ
آباد پھر یہاں ہے ہندوستاں کی دُلہن
پھر انقلاب آیا اے سرزمین دہلی
تجھ سے ہے آج قائم ہندوستان کی ہستی
قوموں کی آج آنکھیں ہم پر لگی ہوئی ہیں
آپس میں مہر و اُلفت کا ایسا گُر بتا دے
اِک پریت کی سی جمنا کر دے دلوں میں جاری
راتیں دکھوں کی گذریں صبح نشاط نکلے

دیکھی ہیں تو نے قومیں آباد اس کنارے
جب کارواں ہمارے اترے ترے کنارے
پھر دیکھے تو نے اُن کی بستی کے بھی نظارے
پھر شاہجہان کی دلی کے یاد ہیں نظارے
ایام اُن کے بدلے سب چھپ گئے ستارے
گذرے ہوئے زماں کی تاریخ کے ہیں پارے
پیوستِ خاک ہیں وہ اُونچے تھے جو منارے
پہلو میں جس نے تیرے بچپن کے دن گذارے
اب اتحاد ہندو مسلم کو تو سنوارے
دنیا میں اُس کی عزت قائم ترے سہارے
چمکیں گے کُل جہاں میں مشرق کے پھر ستارے
میرے وطن کی ناؤ جو پار جا اُتارے
جو اہلِ وطن کے دل میں حُبِّ وطن اُبھارے
اُلفت کے گیت گائیں جمنا ترے کنارے

یا رب تو ہی عطا کر ہم کو وہ رازِ اُلفت
جو پاکؔ و ہند بنا دے دنیا میں ایک جنت

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یاد میں

میں ۱۹۱۹ء میں قادیان مقدس میں امرتسر سے ہجرت کر کے آیا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک اسی مقدس بستی میں مقیم ہوں۔ مجھے بھی اس لمبا عرصہ میں لبا اوقات سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہونے اور آپ کی سیرت طیبہ کو مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ آپ بے حد خلیق اور مہربان اور شفیق تھیں۔ اور اپنے خدام اور خادمات کے جذبات کا بہت لحاظ اور احساس کرنے والی تھیں۔ اور ہر چھوٹے بڑے کے علیٰ قدر مراتب حقوق ادا کرنے والی تھیں۔

میں نے قادیان آنے پر شروع شروع میں حکیم عطا محمد صاحب مرحوم کے ساتھ دکان شروع کی۔ مجھے چارپائیاں اور پیڑھیاں بننے میں اچھی مہارت تھی۔ انہی دنوں میں حکیم عطا محمد صاحب مرحوم رضہ کے گھر کی ایک پیڑھی بُن رہا تھا کہ حضرت اماں جان رضہ نے مجھے پیڑھی بنتے دیکھ لیا۔ گھر جا کر اپنی خادمہ "جیمی" کے ذریعہ اس عاجز کو یاد فرمایا۔ جب میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا۔ "ہمارے مہمانوں کی چارپائیاں ٹوٹی ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمیں بہت تکلیف ہے۔ وہ زمین پر سوتے ہیں حافظ محمد امین صاحب آجکل بیمار ہیں۔ وہ چارپائیاں بنا کرتے تھے۔ اب بننے والا کوئی نہیں ملتا۔ میں نے تمہیں آج پیڑھی بنتے دیکھا۔ اس لئے بلایا ہے۔ یہ دس روپے لو بان بھی خود خرید و اور ہمیں چارپائیاں بن کر لا دو۔"

مجھے حضرت ام المومنین کے اس ارشاد سے بہت خوشی ہوئی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خدمت کا موقعہ دیا ہے۔ میں اسی وقت بازار گیا۔ دس روپے کا بان خریدا۔ اور اٹھوا کر بڑے باغ میں لے گیا۔ اس وقت ڈیریانوالہ ضلع سیالکوٹ کے آٹھ دس دوست جنہوں نے انہی دنوں بیعت کی تھی آئے ہوئے تھے۔ ان میں مولوی نظام الدین بھی تھے۔ انہوں نے مجھے پوچھا یہ بان کیسا ہے۔ میں نے بتایا کہ یہ حضرت اماں جان نے مہمانوں کی چارپائیاں بنانے کے لئے منگوایا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بھی بان درست کرنے میں مدد دی۔ اور میں نے تین چار روز میں بیس چارپائیاں تیار کر دیں جن پر خرچ مبلغ ۱۲ روپے اور کچھ آنے ہوا۔ میں نے دس روپے حضرت اماں جان رضہ سے لئے تھے دو روپے کچھ آنے اپنی جیب سے ڈالے۔ اور اس خدمت پر شاد و مسرور حضرت اماں جان رضہ کی خدمت میں چارپائیاں پہنچا دیں۔ اس کے بعد میں حاضر خدمت نہ ہوا۔ تین چار دن کے بعد حضرت اماں جان رضہ نے اسی خادمہ کے ذریعے مجھے بلوایا۔ اور فرمایا۔ کہ "سراج دین کو کان سے پکڑ لاؤ۔" میں اسی وقت حضرت ممدوحہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے چارپائیوں کا بل مجھے کیوں نہیں دیا۔ میں نے عرض کی کہ میں نے خدمت کرنی تھی سو وہ ہو گئی۔ بل دینے کی کیا ضرورت ہے۔ پہلے آپ نے فرمایا کہ ان پر کیا خرچ آیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ بارہ روپے اور کچھ آنے خرچ آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کی اُجرت کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے کبھی اُجرت پر چارپائیاں نہیں بنائیں۔ یہ بھی میں نے اپنا گھر سمجھ کر بنی ہیں۔ اُجرت پر نہیں بنیں۔ میں نے دو روپے کچھ آنے کے متعلق (جو زائد خرچ ہوئے تھے) بھی عرض کیا کہ یہ بھی میں نہیں لوں گا۔ اور نہ مزدوری لونگا حضرت ام المومنین رضہ نے ناراض ہو کر فرمایا کیا تم پیر سراج الحق صاحب، مولوی شیر علی صاحب مولوی سرور شاہ صاحب سے بڑا بننا چاہتے ہو وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی تعمیل میں کچھ نہ کچھ لے لیا کرتے تھے۔ بتاؤ تم کو میں کیا دوں۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے پہلے کبھی اُجرت پر کام نہیں کیا۔ جو آپ دیں گے لے لوں گا۔ حضرت ام المومنین رضہ نے ازراہِ شفقت دو روپے کچھ آنے بھی اور بیس چارپائیوں کی بنوائی ۵/ فی چارپائی کے حساب سے اسی وقت دی جبکہ وہ اڑھائی آنہ مزدوری فی چارپائی تھی۔ حضرت ام المومنین رضہ سے میں نے وہ سب رقم لے کر اپنے پاس رکھنی مناسب نہ سمجھی وہ میں نے یتیم خانہ میں داخل کرا دی۔ جب بھی حضرت ام المومنین رضہ مجھے ملتیں بڑی شفقت سے گھر کی خیریت دریافت فرماتیں۔ کبھی کبھی مرزا محمد شفیع صاحب مرحوم کے ہاں جاتیں تو ہمارے گھر بھی ازراہِ کرم تشریف لے جاتیں اور ہمارے گھر والوں سے خیر و عافیت پوچھتیں۔

۱۹۲۸ء میں جب میں قادیان میں بیمار ہو گیا۔ تو حضرت ام المومنین رضہ عیادت کے لئے بھی تشریف لاتی رہیں۔ اور مالی امداد بھی فرماتی رہیں۔ کبھی کبھی حضرت میر صاحب رضہ کو بھی میری بیماری کے متعلق کہا کرتیں وہ بھی میرے گھر تشریف لا کر مجھے دیکھتے اور مناسب دوائی تجویز فرما دیتے۔ جب میں امرتسر میں رہتا تھا کبھی کبھی گوٹے یا کناری کی ضرورت ہوتی تو حضرت ام المومنین رضہ میری معرفت منگوائیں۔ جب کبھی بھی دعا کے لئے درخواست کرتا۔ حضرت ام المومنین رضہ مجھے شفقت سے جواب دیتیں اور دعا فرماتیں۔ میں ۶ راگست ۱۹۳۰ء کو مسجد اقصیٰ میں خادم مقرر ہوا۔ اس عرصہ میں حضرت ام المومنین رضہ کو گاہے بگاہے دیکھتا کہ جب حضرت ام المومنین رضہ مسجد میں تشریف لاتیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد کی قبر پر دعا فرماتیں اور ساتھ والی عورتیں بھی دعا کرتیں۔ آج تک میں نے کسی فرد خاندان حضرت مسیح موعود کو سوائے حضرت ام المومنین رضہ کے اس قبر پر دعا کرتے نہیں دیکھا۔

اس شفقت و مہربانی سے جو مجھ جیسے حقیر اور نادار کے ساتھ حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کی تھی۔ میں آپ کے حسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق کا اندازہ لگا سکتا ہوں۔ لیکن ان کا بیان کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔ خدا تعالیٰ آپ پر اور آپ کی اولاد پر اپنی بے شمار رحمتیں اور فضل فرمائے۔ آمین ۔

خاکسار

سراج الدین مؤذن و خادم مسجد اقصیٰ

پنڈت رام چندر صاحب دہلوی کا چیلنج منظور

آریہ سماج کے مشہور مناظر پنڈت رام چندر صاحب دہلوی نے آریہ سماج بلبئی کے سالانہ جلسہ پر اپنی ایک تقریر کے دوران میں کہا کہ "قلم انڈیا" میں جو مضمون جوشِ جہاد بابو راڈ پٹیل نے لکھا ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ میں سچا ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میرا دعوےٰ ہے کہ اسلام اپنی اشاعت میں ہمیشہ تلوار کا محتاج رہا ہے۔ میں اپنے دعوے کی تائید میں قرآن - حدیث اور تاریخ اسلام کے حوالجات پیش کر سکتا ہوں۔ میرا چیلنج ہے اور کوئی میرے اس بیان کو غلط کر کے دکھائے۔

مَیں حکومت کو کہتا ہوں کہ وہ میرے خلاف مقدمہ چلائے میں عدالت میں اپنے اس بیان کو سچا ثابت کردوں گا۔" ہند د جالندھر ۲۶ راپریل ۱۹۵۲ء۔

مَیں پنڈت جی کے اس چیلنج کو منظور کرتا ہوں میں ان کے ساتھ اس مضمون پر تحریری مناظرہ کروں گا۔ لیکن ایک مضمون میری طرف سے بھی ہوگا۔ "ہندو دھرم کی غیر مذاہب کے متعلق ظالمانہ تعلیم" پنڈت جی کو چاہیئے کہ وہ اپنے مضمون کو جس اخبار میں شائع کرائیں اس کی ایک کاپی مجھے بھیج دیں۔ میں اس کا جواب جس اخبار میں شائع کراؤں گا اس کی ایک کاپی پنڈت جی کو بھیج دوں گا۔ پرچوں کی تعداد فریقین کے مشورہ سے طے ہو سکتی ہے۔ وہ تو مضامین کے پرچہ جات کتابی شکل میں ہندی اور اردو میں شائع کرا دیئے جائیں۔ بہر حال پنڈت جی کا چیلنج مجھے منظور ہے امید ہے کہ پنڈت جی راہ فرار اختیار نہ کر کے اپنے مضمون کو کسی اخبار میں شائع کرا کر اس کی ایک کاپی بھجوانے کی کرپا کریں گے۔

عائشہ محمد عمر
راہوالی گوجرانوالہ (پاکستان)

(بقیہ صفحہ نمبر ۵)

بتایا کہ موجودہ وقت میں یہ کام اتنا اہم ہے کہ اسکی اہمیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور اس کا بیڑا جو جماعت احمدیہ نے اٹھایا ہے بہت ہی قابلِ تعریف ہے۔ ہال میں آٹھ صد کرسیوں کا انتظام تھا۔ اوپر کے حصہ میں مستورات کا انتظام تھا۔ جس میں مسلم و غیر مسلم مستورات شامل ہوئیں۔ ذیل کی تقریریں ہوئیں۔ (۱) رام کرشنا مٹھ کے سوامی یاتری نندا صاحب ہندو مذہب پر (۲) مولوی سید بشارت احمد صاحب امیر جماعت حیدر آباد اسلام پر (۳) سید قاسم صاحب بزبان کنڑی اسلام پر (۴) مولوی محمد عبد اللہ صاحب مالاباری بزبان تامل اسلام پر (۵) دیوان نرسنگ شاستری ایم۔اے بزبان کنڑی سناتن دھرم پر (۶) مولوی محمد سلیم صاحب بزبان انگریزی اسلام پر (۷) ریونڈر بنجمن پادری چرچ آف ساؤتھ انڈیا بنگلور بزبان انگریزی عیسائیت پر (۸) سنٹرل صدر جین ایسوسی ایشن بنگلور جین مذہب پر۔ آخر پر صاحب صدر نے بیان فرمایا کہ تمام مذاہب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور ان کے پیشوایان کی عزت کرنے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کی تعریف کی اور شکریہ ادا کیا۔ آخر پر صدر جماعت احمدیہ ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے صدر جلسہ اور حاضرین اور مقررین کا شکریہ ادا کیا اور بعض مذاہب کے مقررین نہ آ سکے تھے ان کے معذرت نامے سنائے۔ چیف منسٹر صاحب میسور کا پیغام سنایا جس میں ذکر تھا کہ معروفیت کے باعث وہ صدارت قبول نہیں ہو سکے اور اس خواہش کا اظہار تھا کہ اللہ تعالیٰ اجلسہ کو کامیاب کرے۔

یہاں سے مکرم مولوی محمد سلیم صاحب واپس کلکتہ چلے گئے۔ اور باقی معززین کرام حیدر آباد دکن واپس آ گئے۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے۔ کہ مکرم سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب اور مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری نے اس سارے لمبے سفر کے اپنے اپنے اخراجات خود برداشت کئے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ سب مبلغین کی صحت و علم میں برکت دے۔ آمین۔

دنیا کا غیر معمولی انسان

(۲)

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی انچارج جامعۃ المبشرین

جس قدر اعلیٰ اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے سامنے پیش کر رہے تھا۔ اتنا ہی زیادہ آپ کو دنیا کی نظروں میں گرانے کی کوشش کی گئی۔ اور اتنے ہی گندے اخلاق آپ کی طرف منسوب کئے گئے۔ اور جس قدر اعلیٰ تعلیمات آپ نے ان کے سامنے پیش کی تھیں اتنا ہی زیادہ آپ کے متعلق بدگمانیاں پھیلائی گئیں۔ اور اس طرح آپ کے عظیم الشان احسانات کا بدلہ ناشکری کے ساتھ دیا گیا۔

لیکن جھوٹ جھوٹ ہی ہے۔ اور سچ سچ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کا منہ بند کرنے اور دنیا والوں کو واقف کرنے کے لئے اور آپ کے اعلیٰ اخلاق و تعلیمات کی حقانیت کا اظہار کرانے اور آپ کی طرف منسوب کی جانے والی باتوں کو غلط ثابت کرنے کے لئے غیر وقتوں میں اور ممالک میں سینکڑوں ایسے غیر مسلم متعصب شریف النفس حضرات کو کھڑا کر دیا جنہوں نے نہایت دلیری اور جرأت کے ساتھ اسباب کا اقرار و اظہار کیا ہے کہ اسباب ہیں جس قدر ظلم آپ پر کیا گیا ہے اور کسی نبی، رشی و منی پر نہیں کیا گیا۔

جس قدر گند آپ کے خلاف اچھالا گیا اور جس قدر گندی گالیاں آپ کو دی گئیں ہیں کسی اور کو ہرگز نہیں دی گئیں۔ اب میں بانیٔ اسلام کی ذات والا صفات اور جامع کمالات کے متعلق غیر ممالک کے علاوہ اپنے ملک ہندوستان کے چوٹی کے غیر مسلم۔ لائق۔ نیک دل۔ مایۂ ناز اور قابل فخر غیر جانبدار جوانمرد۔ محققین کے تعریفی کلمات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جن سے آپ حضرات کو معلوم ہو سکے گا کہ ہادیٔ اسلام کا وجود قیامت تک ساری دنیا کے لئے کیسا بابرکت ہے۔ اور آپ کی ذات کن گرانقدر اوصاف کی مالک ہے۔ اور دنیا کو آپ کے مبارک وجود سے کیسے شاندار فوائد پہنچے ہیں۔ اور آئندہ پہنچنے کی توقع ہے۔ ان اقوال اور حقائق کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ ہمارے غیر مسلم حضرات میں سے بعض کے دلوں میں آپ کی ذات کے متعلق عدم واقفیت کی وجہ سے اگر کوئی کدورت ہو تو اسے دور کیا جائے۔ اور ان کو آپ کی ذات سے روشناس کر کے اس تعلیم کی طرف متوجہ کیا جائے۔ جو آپ نے بنی نوع انسان کے فائدہ اور ان کے خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے دی ہے۔ تا آپ حضرات بھی اس تعلیم کو عملاً قبول کر کے ابدی سعادت کو حاصل کر سکیں اور اپنے مولیٰ سے سچا تعلق پیدا کرنے کے قابل ہو جائیں۔ اور پھر سب ایک مرکز پر جمع ہو کر آپس میں متحد ہو کر بھائی بھائی بن کر خدا تعالیٰ کے سایہ کے نیچے زندگی بسر کریں۔ اور تفرقہ اور بدامنی سے ہمیشہ کے لئے نجات پائیں۔ چنانچہ سوامی برج نرائن سنیاسی تحریر فرماتے ہیں:۔

" دنیا کے پیر پیغمبروں اور اوتاروں میں سب سے زیادہ ناانصافی اگر کسی کے ساتھ کی گئی ہے اور سب سے زیادہ ظلم اگر کسی پر روا رکھا گیا ہے اور سب سے زیادہ جھوٹ اگر کسی کے متعلق بولا گیا ہے تو وہ رسول عربی ہیں۔ بہت کم دنیا کے مصلح ریفارمر امام اوتار اور پیغمبر ہیں جن پر خود اپنوں اور غیروں کی طرف سے ظلم و زیادتی نہ کی گئی ہو۔ پیغمبر اسلام پر بے شمار ظلم کئے گئے۔ ان پر پتھر برسائے گئے۔ ان کو لہولہان کیا گیا۔ ان کا بائیکاٹ کیا گیا اور ہر قسم کی امداد بند کر دی گئی۔ ان کے راستوں پر کانٹے بچھائے گئے۔ ان کی پیٹھ پر اونٹ کی غلاظت بھری اوجھڑی لاد دی گئی۔ ان کے ساتھیوں پر طرح طرح کے ظلم توڑے گئے۔ ان کے قتل کی سازش کی گئی۔ ان کو وطن سے جلا وطن کیا گیا۔ اور پھر ان کا تعاقب بھی کیا گیا کہ مل جائیں تو قتل کر دیں اور جب اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو ان پر حملے اور یورشیں ہونے لگیں اور اپنوں نے دوسروں کو بھڑکا کر ان کو بھی ظلم و ستم پر آمادہ کر دیا۔ جو ساری عمر تکلیفیں دیتے رہے۔ کسی ایک رشی یا منی یا پیر پیغمبر پر اتنے ظلم نہیں کئے گئے۔ ان سب سے زیادہ جو ظلم پیغمبر پر کیا گیا وہ یہ تھا کہ طرح طرح کے بہتان آپ پر تراشے گئے۔ اور قسم قسم کے الزام لگا کر آپ کو دنیا کی نگاہوں میں وحشی خونخوار اور بے رحم دکھایا گیا اور جھوٹے سچے واقعات کی بنا پر آپ کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی۔ (چونکہ عیسائیت . . . .) اسلام کو اپنا حریف سمجھتی تھی اور اسلام کے مقابل پر اس کا فروغ ناممکن تھا اس لئے اسلام کو ہندوستان میں ایک خاص رنگ میں پیش کرنا شروع کر دیا۔ جو ہندوستان کی تہذیب و روایات کے خلاف تھا۔ اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ اہل ہند کو پیغمبر اسلام سے نفرت پیدا ہو۔ ہندوؤں نے اسلامی تاریخ اور مذہب اسلام اور بانیٔ اسلام کی سیرت کا کبھی مطالعہ نہیں کیا۔ بعض لوگوں نے جھوٹے سچے واقعات کو جس طرح چاہا رنگ آمیزی کے ساتھ پیش کر دیا۔ اور ہندوؤں نے سچ سمجھ کر ان کو قبول کر لیا اور اسی کے مطابق اپنی رائے قائم کر لی۔

اگر بغض و عناد کی پٹی آنکھوں پر سے اتار دی جائے تو پیغمبر اسلام کا نورانی چہرہ ان تمام داغ اور دھبوں سے پاک و صاف نظر آئے گا جو آپ کے چہرہ پر بتلائے جاتے ہیں "

یہ ہے ایک غیر مسلم کی سچی اور بے لاگ رائے جس نے آپ کو درخشندہ وجود کی طرح پیش کیا اور بتایا کہ آپ نہایت ہی مظلوم ہیں۔

(مولوی کا رسول نمبر ۱۹۲۸ء)

ایک فاضل پروفیسر کے ایم منزا ایم۔ اے لکھتے ہیں:۔

" اہل مکہ کا جوش انتقام و تشدد نہایت خوفناک صورت اختیار کر چکا تھا۔ وہ پیغمبر اسلام پر آوازے کستے تھے۔ اور آپ کے راستوں میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کرتے تھے۔ آپ نے اہل یثرب کے پیغام کو قبول کر لیا اور اس رات جب اہل مکہ نے آپ کو بستر پر قتل کرنے کی سازش کی تھی اپنے سچے اور جاں نثار رفیق ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت فرما دی اہل مکہ کی آتش اشتعال اور بھی بھڑک اٹھی اور انہوں نے مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچانی شروع کیں۔ آپ نے ایک مدت تک تو مدافعت کے اصول پر عمل کیا۔ لیکن آخرکار وہ وقت آ گیا کہ آپ دس ہزار مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ مکہ پر حملہ آور ہوئے اور شہر میں داخل ہوئے دنیا کی تاریخ میں اس قسم کی کوئی مثال نہیں ملے گی عیسائی مورخین نے اس پیغمبر اسلام صلعم کو بدنام کرنے کے لئے اس موقعہ پر ایک نہایت ذلیل اتہام تراشا ہے کہ آپ نے اہل مکہ کا قتل عام کرایا "۔

(پروفیسر کے ایم۔ منزا۔ ایم۔ اے ایم۔ آر ایس آگے لکھتے ہیں:۔

یہ موقع تھا کہ پیغمبر اسلام اپنے انتقامی جذبات کو خونریزی کی صورت میں ظاہر کر سکتے تھے۔ دیرینہ دشمن قبضہ میں تھے۔ کیا وہ نہیں پامال نہیں کر سکتے تھے۔ کیا وہ ان کے ساتھ مظالم کا خیال کرتے ہوئے ان پر طرح طرح کی سختیاں نہیں کر سکتے تھے ایسے موقع پر انسان کی اصل فطرت پورے طور پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ ہم ان شدائد اور مظالم کے متعلق طرح طرح کے خیالات اپنے دماغ میں پکا رہے ہیں۔ لیکن یہ کیا ہے کہ مکہ کی گلیوں میں بالکل سکون ہے۔ خونریزی کا نام نہیں ان پرستاران توحید کا گروہ کہاں ہے جن پر ایک مدت تک تشدد ہوتا رہا۔ واقعات نہایت سخت چیز ہیں اور یہ بھی درست ہے یہ پیغمبر اسلام کی یہ فتح عظیم ترین واقعہ ہے۔ مگر یہی موقع ہے جب آپ نے اپنے اوپر اور اپنے نفس کے اوپر کامل فتح پائی۔ اپنے قریش کے قصور معاف کر دیئے۔ اہل مکہ کے لئے امن عام کا اعلان کر دیا یہ وہی اہل مکہ ہیں، جو آپ کے پرستاروں کے خون کے پیاسے تھے "۔

پیارے دوستو! یہ ایک ہندو محقق کی تحقیق کا نچوڑ ہے۔ جس پر غور کر کے آپ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کیا ایسی بےنظیر عظیم الشان معافی دینے والا انسان آپ کو کہیں اور مل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

مسٹر آرتھ گلمین ایم۔ اے نے اپنی تصنیف ہسٹری آف اسلام میں تحریر فرمایا ہے۔

" محمد صاحب کے خصائل نہایت پاکیزہ تھے۔ اور اخلاق نہایت اعلیٰ تھے۔ ان کی سادگی ان کی پرہیزگاری کا تمام محققین کو اعتراف ہے۔ انہوں نے خدا کو وحدہٗ لاشریک بتلایا اور بت پرستوں کو خدا پرست بنایا . . . . وہ نہایت رحمدل پیغمبر تھے۔ فتح مکہ کے بعد جب ظالم سرداران قریش آپ کے سامنے لائے گئے۔ تو آپ نے کہا تم نے جو ظلم و ستم مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر کئے ہیں میں ان کو معاف کرتا ہوں جاؤ تم سب آزاد ہو کسی قوم کی تاریخ میں عفو و کرم کی ایسی زبردست نظیر تلاش سے بھی دستیاب نہیں ہو سکتی "۔

لالہ لاجپت رائے صاحب کی رائے ملاحظہ ہو

" مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ میرے دل میں پیغمبر اسلام کے لئے نہایت عزت ہے۔ میری رائے میں ہادیان دین و رہبران بنی نوع انسان میں ان کا درجہ بہت اعلیٰ ہے "۔

(پیغمبر عالم صفحہ ۲۳)

شریمتی سروجنی نائیڈو مشہور فصیح اللسان سابق گورنر یو۔ پی۔ فرماتی ہیں۔

" میں اپنے آپ کو اس قابل پاتی ہوں کہ اس عالمگیر اخوت کا آپ کے سامنے اقرار کروں جو محمد رسول اللہ کی پاکیزہ اور شاندار کوششوں کا نتیجہ ہے۔ یہاں اس سچی اور خالص جمہوریت

کا رنگ پایا جاتا ہے جو اپنی اعلیٰ شان و شوکت کے لحاظ سے ہمارے زمانہ کی نام نہاد جمہوریتوں کی بے حقیقت اور قابلِ اعتراض اشکال سے کوسوں دور اور بدرجہا اولیٰ تر ہے۔ یہ وہ رنگ ہے جس کو اعلیٰ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کو نہ آپ کی عیسائیت اور نہ نیز مذہب (ویدک دھرم) پیدا کر سکا بلکہ وہ محمد رسول اللہ کی پاک مساعی کا نتیجہ ہے۔"

آنجہانی لالہ لبشن داس صاحب نے بہت شاندار رائے آپ کے متعلق پیش فرمائی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"میں ان کو (محمدؐ) جہاں بنی مہرشی مانتا ہوں۔ حضرت کے ظہور کے وقت عرب کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ بدمعاشی۔ بدچلنی کا بازار گرم تھا۔ خدائے واحد لاشریک کے نام سے لوگوں کو چڑ تھی۔ بیٹی سے شادی کر لینے میں باپ کو کوئی عار نہ تھی۔ گھر گلی کوچے۔ معبد۔ بتوں سے معمور ہو رہے تھے۔ ڈنگ سوشل برائیوں کے شکار ہو رہے تھے۔ اور مذہبی توہمات با غلہ کی زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے۔ ایسے کفر کے زمانہ میں تن تنہا خدائے وحدہٗ لاشریک کے نام کا وعظ لوگوں کے کانوں تک پہنچانا اسی شیر خدا کا کام تھا۔ لطف یہ کہ پڑھے نہیں لکھے نہیں۔ مگر وحدانیت کا ننھا سا بیج عرب کے ریگستان میں ایسا بویا کہ بجائے پانی کے اپنے خون جگر سے ایسا سینچا کہ آج وہ اتنا بڑا درخت ہو گیا ہے کہ اس کی شاخیں چہار دانگ عالم میں پھیل گئی ہیں۔ اور کروڑہا روحیں اس کے سایہ میں بیٹھ کر ایک سچے خدا کی عبادت کا نہایت لذیذ پھل کھا رہی ہیں۔ قریباً سارا یورپ کل امریکہ افریقہ آسٹریلیا حضرت عیسٰے کا پیرو کار ہے۔ چین جاپان سیام اور تبت مہاتما بدھ کا دم بھرتا ہے۔ مگر جس عزت اور توقیر تعظیم و تکریم صدق و ارادت اور پریم کے ساتھ خاتم الانبیاء محمد صاحب کا نام لیا جاتا ہے۔ کسی دیگر پیر پیغمبر ولی۔ گرو۔ رشی اور نبی کا ہرگز نہیں لیا جاتا۔ جو اخوت پیغمبر اسلام نے قائم کی ہے کوئی نہیں کر سکا۔ جس مضبوط چٹان پر اسلام کی بنیاد حضرت محمد صاحب نے رکھی ہے وہ نہ کسی کو ملی ہے اور نہ ملے گا۔ یہ ساری باتیں [illegible] یقینی ثبوت ہیں کہ حضرت محمد صاحب عجیب معمولی طاقتوں والے غیر معمولی انسان تھے۔ اور نوع انسان کی اصلاح کے لئے خدا کے فرستادہ تھے۔"

(اخبار زمیندار منقول نور [illegible])

سردار امر سنگھ صاحب مالک اخبار شمشیر پنجاب آپ کے عظیم احسانات کے متعلق لکھتے ہیں:-

بلاشبہ حضرت محمد صاحب سے پہلے اہل عرب انواع و اقسام کے توہمات میں مبتلا تھے۔ اخلاق میں وہ گرے ہوئے تھے۔ تہذیب ان کی اعلیٰ نہ تھی۔ مذہب ان کا بتوں کی پوجا تک محدود تھا۔ فلسفہ سائنس وغیرہ علوم سے وہ ناآشنا تھے۔ انہی لوگوں میں سے پیدا ہو کر حضرت محمد صاحب نے عرب کی ریت کے ذروں میں نہ صرف یہ کہ جان ہی ڈال دی بلکہ انہیں ڈائنامیٹ بنا دیا جس سے دنیا بھر کی سلطنتوں، بادشاہتوں اور حکومتوں کی بنیادیں ہل گئیں اور تمدن و تہذیب و اخلاق کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ جن عربوں کو حضرت محمد صاحب سے پہلے عرب کی حدود سے باہر کوئی جانتا ہی نہ تھا۔ ان کے پرچم دنیا کے ایک بڑے حصہ پر لہرائے اور ایشیا، یورپ، افریقہ کے کئی بڑے بڑے ممالک ان کے زیر نگیں رہے۔ یہ روح واہگرو اکال پرکھ سرب شکتی مان کی ہستی و توحید میں ایمان و یقین تھا۔"

(اخبار شیر پنجاب جلد ۶ ص ۲۳)

"محمد رسول اللہ نے دنیا کے ساتھ اتنا احسان کیا ہے کہ کسی دوسرے انسان نے نہیں کیا۔"

(مسٹر وینکٹا رتنم مدراس الجمعیۃ ۶ فروری سنہ ۱۹۲۷ء)

محقق آنریبل مسٹر مہیندر ناتھ باسو کی تحقیق کا نتیجہ حسب ذیل ہے۔ اسی سلسلہ میں آپ آنحضرت صلعم کی قائم کردہ مساوات کے متعلق اپنی رائے کا یوں اظہار کرتے ہیں:-

"باوجود اس کے کہ اپنی نسل اور عادات کے لحاظ سے ہندو ہوں مگر اس حیرت انگیز اثر کو محسوس کرتا ہوں جو پیغمبر اسلام کی تعلیمات اور آپ کی زندگی نے پیروان کے دلوں میں ڈالا ہے۔ میرے نزدیک بنی نوع انسان کی بیماریوں اور نقائص کا $\frac{9}{10}$ حصہ اس ناواجب فوقیت و برتری کا نتیجہ ہے۔ جو ایک جماعت کی دوسری جماعت پر یا ایک انسان کی دوسرے انسان پر یا ایک قوم کی دوسری قوم پر فرض کر لی گئی ہے۔ اور وہ تمام بیماریاں اور اخلاقی نقائص جو اس خود ساختہ عدم مساوات کے ذریعہ پیدا ہو سکتی ہیں۔ پیغمبر اسلام کے وقت بہت کثرت کے ساتھ اور عام طور پر پائے جاتے تھے۔ لیکن آپ نے اپنی مذہبی تعلیمات کے شافی اثر کے ماتحت اپنے ذاتی نمونہ اور عمل کے ذریعہ سے ایک قوم پیدا کی جس میں افریقہ کا ایک نہایت ادنیٰ اور کریہ الشکل انسان بھی بڑے سے بڑے عربی النسل سردار کے ساتھ ایک سطح اور درجہ مساوات پر کھڑا ہو سکتا تھا۔

یہ مساوات صرف آپ ہی کے زمانہ یا ملک عرب تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ یہ خالص جمہوریت۔ تحمل اور رواداری اور مساوات کا اصول جو پیغمبر اسلام نے سکھایا اور اس پر کاربند کیا عرب کی زمین سے نکل تمام ربع مسکون پر پھیل گیا یہی وجہ ہے کہ آج بھی اس مقدس انسان کو تیرہ سو سال گزرے ہوئے ہو جانے کے باوجود ہندوستان میں ایک معمولی خاکروب بھی اسلام کے اندر آ کر بڑے سے بڑے امیرزادوں کے ساتھ مساوات کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ میں نے مذاہب عالم کا مطالعہ کیا ہے۔ اور مساوات کی لہر کسی دوسرے مذہب میں میں نے نہیں پائی۔ ہندوؤں کے اندر عمیق ذاتوں اور قومیت کی سخت تفریق اور حد بندیاں قائم ہیں۔ لیکن اس بحث میں پڑنے کے لئے تیار نہیں کہ ذاتیات کی یہ تفریق ہندو مذہب میں اس کے ملاوٹ وغیرہ سے پاک ہونے کے وقت بھی موجود تھیں یا نہیں لیکن موجودہ زمانہ میں یہ طریق ہندوؤں میں موجود ہے اور بعض قوموں کے متعلق ان کا یقین ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سر سے پیدا ہوتی ہیں اور بعض پاؤں سے

ان عظیم الشان حالات میں جو اس وقت دنیا میں طاری ہیں ہر ایک بہی خواہ انسانیت کا فرض ہے کہ حضرت محمدؐ کی ان پاکیزہ تعلیمات کے مفہوم پر غور کرے اور آئندہ زندگی میں اس کو اسی رنگ میں عمل لانے کی کوشش کرے جس رنگ میں اسلام نے اسے سکھایا ہے۔"

اسلام کی طرف سے دی گئی مذہبی آزادی کے متعلق رسالہ ایسٹ اینڈ ویسٹ میں لکھا ہے:

"اسلام کی تاریخ میں ایسی خاصیت پائی جاتی ہے جو دوسرے مذاہب کو غیر آزاد رکھنے کے بالکل خلاف ہے۔ اسلام کی تاریخ کے ہر ایک صفحہ میں اور ہر ایک ملک میں جہاں اس کو وسعت ہوئی دوسرے مذاہب سے مزاحمت نہ کرنے کی خصوصیت موجود ہے یہاں تک کہ ایک عیسائی شاعر نے علانیہ یہ کہا تھا کہ صرف مسلمان ہی روئے زمین پر ایک ایسی قوم ہیں جو دوسرے مذاہب کی آزادی سلب نہیں کرتے۔ اور ایک انگریز سیاح نے مسلمانوں کو یہ طعن کیا ہے کہ وہ مسلمان حد سے زیادہ دوسرے مذہب کو آزادی دیتے ہیں۔"

ڈاکٹر گوکل چند صاحب نارنگ فرماتے ہیں:-

رسول عربی کی تعلیم کا اثر جو کچھ ماننے والوں اور اردگرد کے لوگوں پر پڑا اس کے متعلق ڈاکٹر گوکل چند صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی کی رائے ملاحظہ ہو۔

"غیر تعلیم یافتہ اہل عرب میں جب رسول عربیؐ کی تعلیم نے نئی روح پھونکی تو وہ ساری مہذب دنیا کے استاد بن گئے۔ اور علم و فتح و نصرت کا پھریرا ایک طرف بنگال اور دوسری طرف ہسپانیہ میں لہرانے لگا۔"

(آریہ مسافر جالندھر دسمبر سنہ ۱۲ء ص ۱۱)

اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب مہاتما گاندھی جی کی زبان سے سنیں۔

"میرے عقیدہ میں مزید پختگی اور استحکام آ گیا ہے کہ اسلام نے تلوار کے بل پر کائنات انسانیت میں رسوخ نہیں کیا بلکہ پیغمبر اسلام کی انتہائی سادگی۔ انتہائی بے نفسی۔ عہود و مواثیق کا انتہائی احترام اپنے رفقاء و متبعین کے ساتھ گہری وابستگی۔ جرأت۔ بے خوفی۔ اللہ پر کامل بھروسہ۔ اور اپنے مقصد و نصب العین کی حقانیت پر کامل اعتماد۔ اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے۔ یہ خصائص جو ہر مشکل اور ہر رکاوٹ کو اپنی ہمہ گیر رو میں بہا لے گئے۔" جس قدر آپ کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس قدر کسی اور کے متعلق نہیں کی گئی۔ اور جو اعتراضات آپ پر کئے گئے ہیں وہ سب خلاف واقعہ ہیں۔ اور آپ کی ذات ان تمام عیوب و نقائص اور برائیوں سے منزہ ہے جو آپ کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ اور آپ کی ذات والا صفات ان اعلیٰ اخلاق اور خوبیوں کی مالک ہے جو مستغرق طور پر دوسرے نبیوں۔ رشیوں اور منیوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور یہ آپ ہی کی ذات ہے جس نے دنیا میں انقلاب عظیم برپا کر کے دنیا کی کایا پلٹ دی اور دنیا سے ہر قسم کی برائی اور شر کو دور کر کے اس کی جگہ نیکی اور خیر کو قائم کیا۔ اور اہل دنیا کو عظیم الشان فائدہ پہنچایا۔

"جز قیس کوئی اور نہ آیا بروئے کار"

(صدق جدید)

از مکرم سید ارشد علی صاحب لکھنؤ

اخبار "تعمیر" لکھنؤ یکم اپریل میں بعنوان "صدر امریکہ پر تبلیغ" رسالہ "صدق جدید" میں (واشنگٹن) کی ایک خبر جو ایک حقیقت افروز نوٹ شائع ہوا ہے۔ اس میں ہندوستان کے ایک مشہور ادیب ایڈیٹر صاحب "صدق" تحریر فرماتے ہیں۔ (واشنگٹن) (امریکہ) ۱۵ر فروری۔ سر ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ پاکستان نے دوران گفتگو میں بیان کیا کہ صدر امریکہ مسٹر ٹرومین نے مجھ سے پہلے سال ہی کہا تھا کہ میں تعلیمات اسلامی سے بہتر طریقہ پر واقف ہونا چاہتا ہوں چنانچہ میں نے انگریزی میں ترجمۃ القرآن کی پہلی جلد انہیں اسی وقت پیش کر دی۔ اس مرتبہ اُن کی گفتگو سے مجھے اندازہ ہوا کہ وہ اسلامی تعلیمات سے واقفیت حاصل کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔" (خبر)

یہ خبر جہاں ایک طرف عالم اسلامی اور خصوصاً پاکستان کے نقطۂ نظر سے مسرت انگیز ہے۔ وہاں دوسری طرف ہم سب یعنی جمہوریت کی گردنیں شرم سے جھکا دینے کے لئے بالکل کافی ہے۔ قرآن کی تبلیغ وہ ناقص ترجمہ کی مدد سے سہی۔ بہرحال قرآن ہی کی تبلیغ اور دین ہی کی خدمت ہے اور اس کی توفیق ہم لوگوں سے چھین کر ایک مختص العقیدہ گروہ کے فرد کے حصہ میں آئی۔ ہم لوگوں کے کئے ہوئے ترجمہ انگریزی میں نہیں نہیں۔ کتنے اور جو دو ایک جو ادھر چند سال کے عرصہ میں ہوئے ہیں۔ ہم انہیں بھی پیش کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ بہرحال پاکستان قابلِ مبارکباد ہے۔ کہ جو کام مصر انجام نہ دے سکا نہ عراق نہ افغانستان نہ انڈونیشیا۔ وہ پاکستان نے انجام دیا۔ آفرین سر ظفر اللہ کی ہمت و حمیت پر۔ اور افسوس ہے ہماری بد قسمتی پر کہ یہ شرف بھی ایک اقلیتی فرقہ کا فرد ہم سے لے گیا۔

"جز قیس کوئی اور نہ آیا بروئے کار"

(صدق جدید)

صدق جدید کے ایڈیٹر صاحب ایک باخبر عالم ہیں۔ اس لئے ممدوح کو ایک عالمانہ سنجیدگی سے اپنی "بد ہمتی" اور شرم سے گردنیں جھکا دینے پر خاص طور پر غور کرنا چاہیئے۔ آخر تبلیغ اسلام کی وہ بہت بڑی نعمت جس کے فیض و برکات کی وجہ سے مسلمانوں کو خدا تعالےٰ کی مخلوق پر ایک فضیلت حاصل تھی۔ اور تبلیغ اسلام کا وہ عظیم الشان فرض جو مسلمانوں کی زندگی کا نصب العین تھا۔ وہ بلا وجہ اور اس المناک ندامت کے ساتھ ان سے کیوں چھین لیا گیا۔ اور خدمت اسلام کا یہ شرف ایک اقلیتی فرقہ کا فرد ان سے کیوں لے گیا۔ اور یہ فریضۂ تبلیغ خدا تعالےٰ نے ایک ایسی جماعت کے سپرد کیوں کر دیا جو نعوذ باللہ بعض بے خوف مسلمانوں کے نزدیک مسلمان ہی نہیں ہے۔

اعلان برائے تمام مجالس انصار اللہ۔ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

ماہ گذشتہ آپ کی خدمت میں مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان کی طرف سے فارم ہدایات متعلق عہدہ داران مجلس انصار اللہ۔ انصار اللہ کا مقام ذمہ داری بذریعہ بک پوسٹ ارسال کئے گئے۔ تاکہ جس جس مقام مجلس انصار اللہ کا قیام قرار دیا ہے۔ وہ ان قواعد و ضوابط سے فائدہ اُٹھا کر اپنے اپنے ہاں مجالس انصار اللہ کا انعقاد فرما کر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان کو مطلع فرما دیں۔ مگر افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ سوائے چند مقامات کے اطلاع نہیں آئی۔

لہذا بذریعہ اعلان ہذا پھر توجہ دلائی جاتی ہے کہ برائے نوازش دفتر انصار اللہ مرکزیہ قادیان کو قیام مجالس انصار اللہ سے جلد تر مطلع فرما دیں اور رپورٹ کارگذاری سے بھی۔ علاوہ ازیں ایک درخواست ہے۔ کہ رمضان المبارک آگیا۔ حصول رضا و برکات کا مہینہ آگیا۔ خدا تعالےٰ کی محبت و الفت کا آئینہ دار۔ کہ جو اسلام کی شان و شوکت اور اس کی دید و گفتار کا شاہکار ہے آگیا۔ ذرا کتاب عشق کھولو (قرآن کریم) اور دیکھو۔ قریب ہو جاؤ۔ قریب کے جلوؤں میں اس کے حسن و احسان کی جلوہ نمائی تاکہ وہ زمین و آسمان کا خدا آپ کو قرب و وصل کا مقام بخشے۔ آمین۔

اے خدا تعالےٰ کے دین متین کے معین و مددگارو۔ اے انصارو۔ کیا آپ اس حقیقت سے آشنا نہیں کہ سنہ ۱۹۵۲ء اسلام اور احمدیت کی شان و شوکت کا حامل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز تفسیر کبیر میں سنہ ۱۹۵۲ء میں احمدیت کی شان و شوکت کے آثار کا ذکر فرماتے ہیں۔

سو اس رمضان المبارک سے فائدہ اُٹھاؤ۔ جو کہ بہت ہی خوبیوں اور برکات کا حامل ہے۔ تیس روزے اور تہجد میں باقاعدگی کے علاوہ چھ روزے ماہ شوال کے رکھنے کا مصمم ارادہ کرو۔ تاکہ چالیس پورے ہو جائیں۔ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کے دردمندی سے دعائیں کرو۔ تاکہ وہ زمین و آسمان کا خدا اسلام اور احمدیت کی شوکت کے دن دکھائے۔ آمین۔

میرے عزیزو اور بزرگو یہ دن اور راتیں پھر واپس نہیں لوٹیں گے۔ خوش قسمت ہے وہ جوان سے فائدہ اُٹھائے۔

حضرت مسیح پاک فرماتے ہیں ؎

چل رہی ہے نسیم رحمت کی   جو دعا کیجئے قبول ہے آج

اے خدا تو ہم سب کو اس ماہ سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق بخش۔ آمین۔

والسلام

خادم سید محمد شریف صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

جماعت احمدیہ کلکتہ کی طرف سے کلکتہ کارپوریشن کے میئر کو مبارکباد

ترجمہ انگریزی چٹھی

جناب میئر صاحب کلکتہ کارپوریشن۔

جناب عالی

میں اپنی طرف سے اور اراکین جماعت احمدیہ کلکتہ کی طرف سے آپ کے بطور میئر کلکتہ کارپوریشن کے عہدہ جلیلہ پر متفقہ طور پر منتخب ہونے پر دلی مبارکباد دیتا ہوں۔

شمس الدین امیر جماعت احمدیہ کلکتہ

۲ رمئی ۱۹۵۲ء

بنگال کے احمدی دوستوں سے گذارش

بنگالی اور اڑیہ زبان آپس میں بہت ملتی جلتی زبانیں ہیں۔ دونوں زبان کے بولنے والے اپنا مافی الضمیر ایک دوسرے کو سمجھا سکتے ہیں۔ اڑیہ زبان میں بد قسمتی سے ہمارے سلسلہ کے تبلیغی لٹریچر مفقود ہیں۔ جس کی سختی سے ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ اس وقت وہ احمدی بنگالی جماعتیں و احباب کرام جن کے پاس سلسلہ احمدیہ کے شائع شدہ یا اپنے طور پر شائع کیا ہوا بنگالی تبلیغی لٹریچر موجود ہوں ان سے عرض ہے کہ مہربانی فرما کر مناسب تعداد میں بذریعہ بک پیکٹ خاکسار کے نام ارسال کر کے عند اللہ ماجور اور عند الناس ممنون ہوں۔ والسلام مع الاکرام

عاجز خادم سلسلہ سید صمصام الدین احمد احمدی عفی عنہ

مقیم جماعت احمدیہ بنگال۔ P.O - Nuapatna Distt Cuttack (Orissa)

ایک حیرت انگیز پیشگوئی

از مکرم سید ارشد علی صاحب لکھنؤ

دنیا کی بے نظیر پیدائش اور کائنات عالم کے حیرت انگیز مناظر تعمق سے کچھ اتنے پوشیدہ تھے۔ کہ کسی بڑے سے بڑے فلاسفر کو یہ جرأت اور ہمت نہ تھی کہ وہ کوئی قطعی حکم لگا سکے کہ اس دنیا کا پیدا کرنے والا کون ہے۔ قیاس اور ظن میں محصور لوگوں نے بہت کچھ جد و جہد کی۔ لیکن ان کی سمجھ میں یہ بالکل نہ آیا کہ یہ دنیا خود بخود ہے یا یہ کسی کی مخلوق ہے۔ دنیا کے پرانے فلاسفر تو اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ لیکن اب جو اُن سے زیادہ بال کی کھال اُتارنے والے دنیا کے سچنے ہوئے اور بہترین دماغ کہے جاتے ہیں۔ وہ بھی اسی معمہ کو حل کرنے میں جہاں تھے وہیں ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اس مقام پر پہنچے ہیں کہ اس کائنات کا کوئی خالق و مالک ہونا چاہیئے۔ یہ کہ وہ فی الواقعہ وہ ہے بھی اس نتیجہ کو نکالنے سے سب فلسفیانہ دماغ عاجز ہیں۔

اسلام ایک عظیم الشان مذہب ہے جو آسمانی اور زمینی نشانوں کے علاوہ دلائل کے اعتبار سے بھی اتنا بلند اور قابلِ ستائش ہے کہ دنیا کے حق شناس عقلاء کے علاوہ کوئی آنکھوں والا ہٹ دھرم آدمی بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ شریعت حقہ یعنی قرآن شریف نے دنیا کے ادق سے ادق مسائل کا حل ایسے شواہد کے رنگ میں پیش کیا ہے کہ ایک خدا پرست انسان کی روح پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ مثلاً اہلِ دنیا کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ ایک یہی ہے کہ یہ دنیا خود بخود ہے یا اس کا کوئی پیدا کرنے والا بھی ہے۔ قرآن شریف نے اس عظیم الشان سوال کے جواب میں بہت سے دلائل میں سے ایک بڑی دلیل یہ پیش فرمائی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس میں یہ دعوےٰ فرمایا۔ کہ اس دنیا کو پیدا کرنے والا میں ہوں۔ اس دعوےٰ کے بعد یہ بدیہی دلیل دنیا کے سامنے پیش فرمائی کہ اس کائنات عالم کی تمام مخلوق محدود ہے یا نہیں۔ اگر ممکنات عالم کی ہر چیز واقعیٗ محدود ہے تو پھر عقلاً ہر محدود کے لئے ایک محدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا سورۃ الفرقان۔

اللہ اللہ۔ ایک اتنے بڑے سوال کا جواب جس سے تمام دنیا کے فلاسفر عاجز تھے خدا تعالیٰ کی آخری شریعت قرآن شریف نے جس حیرت انگیز رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اُس سے قرآن شریف کے قطعیٗ کلام خدا ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اسلام کا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ اور مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اسلام اپنے برکات و افضال کے اعتبار سے وہ چشمۂ حیات ہے جس کے روحانی فیوض خشک اور منقطع نہیں ہوتے بلکہ ہر زمانہ میں اور ہر موسم میں باغ اسلام میں خوشنما اور تازہ پھل لگتے ہیں اور لگتے رہیں گے۔ اس باغ کے انعام و برکات کا مالی خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے افاضۂ روحانیت کی وجہ سے زندہ نبی ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے باغ کی رکھوالی کے لئے خدا تعالیٰ ہمیشہ اس کے غلاموں میں سے حسب وعدہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ایسے محافظ بھیجتا رہے گا جو اس کے باغ کے ثمرات کو ہمیشہ تر و تازہ رکھیں گے۔ اسلام کی فضیلت کا یہی ایک راز تھا جسے مسلمان بھول گئے۔ اب انتہائی یاس و ناامیدی کے ساتھ کہہ رہے ہیں ؎

طور کا نام تک نہیں آتا
جب سے جلوے ترے تمام ہوئے

جب مسلمانوں کی ناامیدی اور ناکامی نے ان کے دلوں میں بجائے یقین و ایمان کے شبہات پیدا کر دیئے تو خدا تعالیٰ نے اسلام کی صداقت کے ثبوت میں ہندوستان کی ایک گمنام بستی قادیان میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے اپنا ایک خاص بندہ دنیا کی اصلاح و سنوار کی کے لئے مبعوث فرمایا جس کا نام حضرت مرزا غلام احمدؐ قادیانی ہے۔ آپ کی سچائی کے لئے قبل از وقت اپنے زندہ کلام کے ذریعہ تبشیر و انذار کے ایسے نشانات ظاہر کئے جن کی ہیبت سے دنیا کے دل ہل گئے۔ زمین و آسمان کے ذرہ ذرہ نے اس پاک انسان کے مامور من اللہ ہونے کی گواہی دی۔ اپنے بیگانے دوست دشمن اور وہ بے تعلق لوگ جو اس حقیقت سے آگاہ تھے۔ انہوں نے بھی خدا کے اس برگزیدہ کی سچائی کی شہادتیں دیں۔ ان شہادتوں میں سے ہیں ایک شہادت پیارے بھائی سردار ارجن سنگھ صاحب ایڈیٹر "رنگین" امرتسر کی بعنوان "ایک حیرت انگیز پیشگوئی" پیش کرتا ہوں۔ سردار صاحب فرماتے ہیں:۔

"مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں جبکہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؐ صاحب موجودہ خلیفہ ابھی بچہ ہی تھے یہ پیشگوئی کی تھی ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

یہ پیشگوئی بے شک حیرت پیدا کرنے والی ہے ۱۹۰۱ء میں نہ تو مرزا بشیر الدین محمود کوئی بڑے عالم و فاضل تھے اور نہ آپ کی سیاسی قابلیت کے جوہر کھلے تھے۔ اس وقت یہ کہنا کہ تیرا بیٹا ایسا ہوگا ضرور کسی روحانی قوت کی دلیل ہے۔ جس وقت مرزا صاحب نے مندرجہ بالا اعلان کیا۔ اس وقت آپ کے تین بیٹے تھے۔ آپ تینوں کے لئے دعائیں بھی کرتے تھے۔ لیکن پیشگوئی صرف ایک کے متعلق ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک فی الواقع ایسا ثابت ہوا ہے جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس نے ایک عالم میں تغیر پیدا کر دیا ہے۔"
(رسالہ خلیفہ قادیان ص۲۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی مصلح موعود اخبار غیبیہ میں سے واقعیٗ ایک ایسی پُر شوکت غیبی خبر ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک ایسا کامل ایمان پیدا ہوتا ہے جو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ مصلح موعود کے ظہور کی "حیرت انگیز پیشگوئی" پر ہزاروں بینات و شواہد کے علاوہ ایک حق شناس انسان اگر خدا تعالیٰ کے ان الفاظ پر غور کرے۔ جو زمین و آسمان کے زندہ خدا نے حضرت مصلح موعود کے متعلق بیان فرمائے ہیں، تو واقعیٗ ایک خشیت اللہ رکھنے والے انسان کو خدا یاد آ جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے اس خاص بیٹے کے متعلق فرماتا ہے۔

"میں علوم ظاہری اور باطنی سے اُسے پُر کروں گا۔"

یہ عظیم الشان فرمان خداوندی دنیا کے سامنے ہے۔ ان خدائی الفاظ کو سامنے رکھ کر بلا قید مذہب میں دنیا کے اُن ماہرین علوم سے مؤدبانہ طور پر دریافت کرتا ہوں۔ جنہوں نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی بے نظیر تصانیف کا مطالعہ فرمایا ہے۔ یا جن علمائے دہر کو حضور کی خدمت میں باریابی کا موقعہ ملا ہے کیا وہ اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں۔ کہ اس موجودہ دنیا میں واقعیٗ حسبِ فرمان خداوندی علوم ظاہری اور باطنی سے جو انسان پُر کیا گیا ہے۔ وہ یہی انسان ہے جس کے باپ کو خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کی حیثیت میں اُس کی پیدائش سے قبل یہ غیب کی خبر دی تھی۔

آج آپ کی تصانیف اور مطبوعہ تقاریر کا مجموعہ ایک صد سے بھی اوپر جا چکا ہے۔ یہ تصانیف و تقاریر مذہبی دنیا کی رہنمائی اور انقلاب کے لئے ایک زندہ معجزہ ہیں۔ ان میں سے ایک یعنی انگریزی تفسیر القرآن مادی دنیا کی عظیم شخصیت پریذیڈنٹ ٹرومین (امریکہ) جیسے مدبر اور دماغ شخص کی توجہ کو بھی کھینچ چکی ہے۔ اور ایک دوسری تصنیف یعنی "انقلاب حقیقی" کے متعلق ایک کامیاب مصنف بے اختیار یہ الفاظ کہہ چکا ہے کہ اس کتاب کے مصنف کو "نوبل پرائز" سے بھی بڑھ کر کوئی انعام ملنا چاہیئے۔ علمی دنیا میں یہ حیرت انگیز انقلاب ایک ایسے شخص کے ذریعہ سے برپا ہوا جس کی ظاہری تعلیم گو میٹرک تک بھی نہیں لیکن وہ خدائی مدرسہ سے "ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا۔" کا ڈگری یافتہ ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو اپنے مقاصد عالیہ میں کامیاب و کامران کرے۔ آمین ÷

وصولی تحریک خاص

اور

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

وسط اکتوبر سے آخر مارچ ۱۹۵۲ء تک جن جن احباب اور جماعتوں کی طرف سے چندہ تحریک خاص میں نقد وصولی ہوئی ہے ۔ اُن کی فہرست بغرض اطلاع و دعا ذیل میں شائع کی جا رہی ہے ۔ جن احباب یا جماعتوں نے اس عرصہ میں کوئی رقم داخل خزانہ کروائی ہو ۔ اور اُن کے نام فہرست ہذا میں نہ ہوں تو اُنہیں چاہیئے کہ کوپن نمبر اور ادائیگی اور تاریخ کا حوالہ دیکر جلد از جلد نظارت ہذا کو اطلاع دیں ۔ تاکہ بعد تحقیق حساب فہمی کی جا سکے ۔

نیز جیسا کہ فہرست ذیل سے ظاہر ہے کہ اس عرصہ میں وصولی چندہ خاص کی رفتار بہت سست رہی ہے ۔ اور یہ امر قابل افسوس ہے کہ نمائندگان جماعت نے باوجود جلسہ سالانہ کے موقع پر بقایا وعدہ جات کی فوری ادائیگی کے وعدے کے پوری کوشش اور ہمت سے کام نہیں کیا ۔

صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ختم ہو رہا ہے ۔ اور سلسلہ کے بڑھتے ہوئے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے اس امر کی ضرورت ہے ۔ کہ جملہ وعدہ جات کی سو فیصدی ادائیگی بلا مزید تاخیر کیجائے لہٰذا جملہ احباب جماعت کو بالخصوص عہدہ داران مال کو تاکیداً توجہ دلائی جاتی ہے ۔ کہ وہ تحریک خاص کے وعدوں کی وصولی کے لئے خاص کوشش کرکے اپنی ذمہ واری کو ادا کریں ۔ فقط

ناظر بیت المال قادیان

فہرست نقد وصولی چندہ تحریک خاص از جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

نمبر شمار	نام معطی و پتہ	رقم موصولہ: پائی	آنے	روپے
۱	مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب جماعت فری ٹاؤن افریقہ	-	۱۲	۵۳
۲	مکرم سیکرٹری صاحب مال حیدرآباد دکن	-	۲	۱۰۴
۳	مکرم مرزا برکت علی صاحب آف ایران حال قادیان	-	-	۱۵۰
۴	مکرم سیکرٹری صاحب مال جماعت پینگاڈی	-	-	۳۵
۵	مکرم سیکرٹری صاحب مال جماعت شموگہ	-	-	۷۶
۶	مکرم سیکرٹری صاحب مال جماعت کیرنگ	-	-	۱۹
۷	مکرم سیکرٹری صاحب مال جماعت گونڈہ	-	-	۵
۸	این حمید صاحب کنانور مالابار	-	۱۲	۷
۹	مکرم عبدالحمید صاحب دیہاتی مبلغ	-	-	۱
۱۰	مکرم وی ۔ ٹی محمد صاحب منارگھاٹ	-	-	۶۰
۱۱	مکرم بشیر احمد صاحب بنگلور سٹی	-	۴	۲۶
۱۲	مکرم قریشی سلطان احمد صاحب قادیان،	-	-	۵
۱۳	مکرم محمد نجم الدین صاحب صدیقی حیدرآباد دکن	—	۱۰	۸
۱۴	مکرم احمد حسین صاحب وکیل شوراپور	—	—	۵۰۰
۱۵	مکرم محمد یونس صاحب سیکرٹری مال بریلی	-	-	۲۵
۱۶	مکرم سید غلام احمد صاحب سونگڑہ	-	—	۱
۱۷	مکرم عبدالحمید صاحب جمشید پور	—	۵	۷
۱۸	مکرم سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کلکتہ	-	—	۴۱۰
۱۹	مکرم ڈاکٹر محمد سعید صاحب جے پور	-	—	۵۰
۲۰	مکرم جی احمد صاحب پینگاڈی	-	۸	۱۸
۲۱	مکرم بدرالدین صاحب عامل قادیان	-	-	۱
۲۲	مکرمہ بنتی صاحبہ خاکروبہ قادیان	-	-	۵
۲۳	مکرم سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآباد دکن	-	۳	۲
۲۴	مکرم محمد سلیمان صاحب مہوبھنڈار	-	-	۱۶
۲۵	مکرم سیکرٹری صاحب مال جماعت کلکتہ	-	-	۱۰
۲۶	مکرم محمد شمس حیدر صاحب چاولیا گنج	-	-	۴
۲۷	مکرم محمد صدیق صاحب کرڈاپلی	-	۱۴	۴
۲۸	جماعت احمدیہ سنگھنو	-	-	۱۰
۲۹	مکرم دلدار علی صاحب کشن گڑھ	-	-	۵
۳۰	مکرم محمد عبدالرحیم صاحب دیودرگ	-	-	۵۵
۳۱	مکرم سید منظور احمد صاحب عامل بجوپورہ	-	—	۱۰
۳۲	مکرم منور خاں صاحب صالح نگر	-	—	۱۱
۳۳	مکرم سید اختر احمد صاحب پٹنہ	-	—	۵
۳۴	مکرم ملک عبدالرحمن صاحب بھدرواہ	-	—	۵۵
۳۵	مکرم ڈی عبدالعزیز صاحب کوٹارہ	-	-	۱۹
۳۶	مکرم قریشی محمود احمد صاحب تیماپور دکن	-	-	۴۲
۳۷	مکرم محمد یونس صاحب بریلی	-	—	۵۰
۳۸	مکرم عبدالحمید صاحب جمشید پور	-	-	۴
۳۹	وی عبدالکریم صاحب بمبئی	-	—	۱۳
۴۰	مکرم ہارون رشید صاحب بھدرک	-	۸	۷
۴۱	مکرم سیکرٹری صاحب مال موسیٰ بنی مائینز	-	—	۴
۴۲	مکرم مستری محمد حسین صاحب درویش قادیان	-	—	۲
۴۳	مکرم سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآباد دکن	-	۸	۱۳
۴۴	مکرم دلدار علی صاحب کشن گڑھ	-	—	۵
۴۵	مکرم سیکرٹری صاحب مال پینگاڈی	-	—	۵
۴۶	مکرم سید اختر احمد صاحب پروفیسر پٹنہ کالج	-	-	۴۷۵
۴۷	مکرم عبدالحمید صاحب قادیان	-	—	۵
۴۸	مکرم محصل صاحب حلقہ اقصیٰ قادیان	-	۸	۴
۴۹	مکرم شیخ عبدالستار صاحب گوٹیلہ	-	-	۶
۵۰	مکرم معین الدین صاحب کیرنگ	-	—	۵۰
۵۱	مکرم سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ پینگاڈی	-	۵	۷
۵۲	مکرم سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ حیدرآباد	-	-	۷۲
۵۳	مکرم عبدالخالق صاحب بارہ مولا کشمیر	—	—	۵
۵۴	مکرم محمد صدیق صاحب کرڈاپلی	-	۶	۲
۵۵	مکرم سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ کلکتہ	-	-	۵۵
۵۶	مکرم سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ کلکتہ	-	—	۴۰
۵۷	مکرم کے محمد صاحب مالابار	-	۸	—
۵۸	مکرم ایم ابوبکر صاحب ٹیلی چری	-	-	۱۵
۵۹	مکرم دلدار علی صاحب کشن گڑھ	-	-	۵
۶۰	مکرم حمید الدین صاحب جمشید پور	-	—	۵
۶۱	مکرم پیر دستگیر صاحب شموگہ	-	—	۱۸
۶۲	مکرم خواجہ غلام محمد صاحب شورت کشمیر	—	۸	۱
۶۳	مکرم مولوی بشیر احمد صاحب دہلی	-	-	۱۳
۶۴	مکرم فخر الدین صاحب مالاباری	-	—	۲
۶۵	مکرم عبدالحلیم صاحب بھاگلپور	-	—	۲
۶۶	مکرم ایم کنجا مو صاحب ٹیلی چری	-	-	۷
۶۷	مکرم جی احمد صاحب پینگاڈی	-	۷	۳۹
۶۸	مکرم سیکرٹری صاحب مال جماعت کرناگاپلی	-	-	۹۵
۶۹	مکرم سید نور الحق صاحب دھرما نگر بنگال	-	-	۱
۷۰	مکرم سیکرٹری صاحب مال کوڈالی مالابار	-	۱۵	۱۴
۷۱	مکرم محصل صاحب حلقہ مبارک قادیان	-	-	۴
۷۲	مکرم محصل صاحب حلقہ اقصیٰ قادیان	-	۲	۶
۷۳	مکرم سیکرٹری صاحب مال حیدرآباد دکن	-	۴	۲۸۵
۷۴	مکرم سیکرٹری صاحب کلکتہ	-	—	۱۰
۷۵	؍؍ ؍؍ باندہ بمبئی	-	—	۲

دنیا کا غیر معمولی انسان بقیہ صث

غرضیکہ آپ کی ذات تمام دنیا کے لئے بے نظیر نمونہ ہے۔ آپ مصلح اعظم ہیں۔ اور آپ کی تعلیمات سب سے اعلیٰ ہیں۔ پھر آپ ہی کی ذات ایسی بابرکت ذات ہے جن کے ذریعہ ساری دنیا متحد ہو سکتی ہے پس اگر دنیا حقیقی امن اور حقیقی اتحاد پیدا کرنا چاہتی ہے۔ اگر وہ حقیقی خوشی اور اطمینان کا سانس لینا چاہتی ہے۔ اور تفرقہ اور نا اتفاقی کی لعنت سے بچنا اور خدا تعالےٰ کی سچی خوشنودی حاصل کرنا چاہتی ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ آپ کی تعلیم اور نمونہ کو اختیار کرے۔

مسٹر ڈی رائٹ مشہور مضمون نگار انگلستان نے لکھا ہے:-

” دشمنانِ احمدؐ باوجود تعصب میں اندھے ہونے کے اس اقرار پر مجبور ہیں کہ اس نے اپنے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں جس نے احکام خداوندی کو اس مستحسن طریقہ سے انجام دیا۔ جیسا کہ محمدؐ اپنے فرائض کو پایۂ تکمیل تک بوجوہ احسن بجالایا ہے۔“

(اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا فروری ۱۹۲۰ء)

شریمتی راجکماری ماد سری آنجہانی لکھتی ہیں:-

” آنحضرت صلعم بھی ایک مسیح تھے۔ واقعات کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ آپ دنیا کے مصلح اعظم تھے مصلح اعظم کا خطاب سب سے زیادہ جس مقدس ہستی پر پھبتا ہے وہ حضرت محمدؐ کی ذات ہے۔

آنحضرت اس لحاظ سے سب سے زیادہ کامیاب مصلح تھے۔ کہ آپ کی تعلیمات کو آپ کی زندگی میں ہی عالمگیر شہرت اور مقبولیت حاصل ہو گئی ......۔ اگر دنیا میں اسلام اور پیغمبر اسلام کا ظہور نہ ہوتا تو علم وحق اور تمدن و تہذیب یورپ کے تنگ نظر لوگوں کے ہاتھوں کبھی کے فنا ہو چکے ہوتے اور دنیا انسانی ترقی کی اتنی اونچی منزل پر پہنچنے کی بجائے پستی و ذلت کے غار میں پڑی ہوتی“۔ (رسالہ پیشوا)

نجیب آفندی عیسائی اپنے اخبار اکرل میں جو ملک شام سے نکلتا تھا لکھتا ہے:-

” ہاں اگر محمد صلعم کے اخلاق مغلوبانہ ہوتے تو مشکلات کے پہاڑوں کے آگے وہ اپنا سر جھکا دیتے اور اپنی ہار مان لیتے۔ اور اپنے ماحول کے مقتضیٰ کے مطابق وہ بھی چلنے پر مجبور ہو جاتے اور وہ عظیم الشان انقلاب پیدا نہ کر سکتے۔ انہوں نے گمراہی کو ہدایت سے جہالت کو علم سے وحشت کو اس تمدن سے بدل دیا جس کی بنیاد اخلاق حسنہ پر تھی۔

ہاں اگر محمدؐ کے اخلاق عظیم نہ ہوتے تو کوئی اُن کے پاس نہ جاتا۔ کوئی ان کی بات نہ سنتا اور عرب قوم ایرانیوں اور رومیوں کی غلامی سے آزاد نہ ہوتی۔ نہ عربوں کا نظام بندھتا۔ نہ اُن کی سلطنت قائم ہوتی۔ نہ ان کا تمدن پھلتا پھولتا نہ ان کے ہاتھوں علوم و فنون کی ترقی ہوتی۔ اور نہ ان کے پیرو دُں کو جو ان پر درود اور سلام پڑھتے ہیں کروڑوں کی تعداد میں دیکھتے ہیں۔

ڈاکٹر گستاؤلی بان آپ کی ذات والا گرامی کے متعلق فرماتے ہیں:-

” آپ کی کریمی، فیاضی، سادگی۔ اخلاق کی پاکیزگی کی کوئی حد نظر نہیں آتی۔ آپ کی انسانی ہمدردی۔ آپ کی کفایت شعاری آپ کی درگذر۔ آپ کی متانت۔ آپ کی مضبوطی۔ آپ کا مصائب میں استقلال۔ آپ کا طاقت کے وقت فروتنی اختیار کرنا۔ آپ کا قوت کے وقت عاجزی کا اظہار کرنا۔ آپ کی حیوانوں کے لئے رحمدلی۔ آپ کی بچوں سے محبت آپ کا انصاف اور عدل کے اور غیر متزلزل ہو کر قائم ہونا کیا دنیا کی تاریخ میں اس کی کوئی اور مثال ہے“

ڈونلڈ استانی کی تحقیق کا نتیجہ یہ ہے:-

” آپؐ نے اخوت۔ ہمدردی اور مساوات سے اہل عرب کے دلوں کو بھر دیا۔ غارتگری اور خونریزی کو ممنوع قرار دیا۔ حضرت محمدؐ صاحب مصلح عظیم بن کر آئے اور آپ میں ایک ایسی برگزیدہ قوت تھی جو قوت بشری سے ہر طرح ارفع و اعلیٰ تھی جس۔ نے ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا“

شریمتی سروجنی نائیڈو سابق صدر آل انڈیا کانگرس و گورنر یو۔ پی فرماتی ہیں:-

” عرب جہاں ایک خدا نے اونٹ والے کو پیغام بھیجا اور وہ تعلیمات دیں جو جمہوریت کا سرچشمہ کہی جا سکتی ہیں ان کے متعلق صحیح طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو مساوات اور اخوت کے ایک رشتہ میں جکڑ دیا۔ اور وہ واقعی طور پر بہترین تعلیمات تھیں“۔

ڈاکٹر کے ایس سیتارام پی۔ ایچ ڈی کی تحقیق آپ فرماتے ہیں:-

” دنیا کی موجودہ تہذیب صرف اسلام کی بدولت ہے۔ اسلام نے ایشیائی تہذیب کی روشنی کو اونچا رکھا۔ یورپین زیادہ تر تعلیم حاصل کرنے کے لئے مسلمان استادوں کے پاس گئے۔ سکھ مذہب جس کے بانی گرو نانک اور گرو گوبند سنگھ ہیں اور بنگال کا فرقہ سیتارام باتا اسلام ہی کی بدولت ظاہر ہوا۔ تمام دنیا کا مسئلہ اس صورت میں حل ہو سکتا ہے کہ قومیں اسے اچھی طرح سمجھ لیں“ (مہا پرش صث)

ایس۔ ایچ معنف ڈیزرٹ گیوے نے آنحضرت صلعم کے بہت سے اخلاق بیان کر کے لکھتا ہے:-

” ان سے آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کیوں وہ سب لوگ جو آنحضرت سے گہرے تعلقات رکھتے تھے آپ کی عزت کرتے اور آپ سے محبت کرتے تھے کسی دن جب صداقت کی محبت اسقدر صفائی سے چمک اٹھیگی کہ ایک دراز زمانہ کے تعصب کی تاریکی کو دور کر دے تو مغربی مصنفین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ کی زندگی کے مطالعہ کو اس نقطہ سے بہت آگے لے جائینگے جہاں پہنچکر اب اُسے بند کر دیا جاتا ہے اور آپ کو نہ صرف تاریخ دان ایک بڑا انسان سمجھیں گے بلکہ نسل انسانی کی سنہری کتاب میں آپکو وہ مرتبہ دیں۔ گے جو واقعی آپ کا ہے“۔

جے ڈبلیو ایچ سٹابرٹ ایم۔ اے لکھتے ہیں:-

” یہ بات بے کھٹکے کہی جا سکتی ہے کہ کوئی دغاباز آدمی ایسا عظیم الشان کام پورا نہیں کر سکتا جس شخص کے دل میں اپنے مفوضہ کام کی واقعیت اور اپنی دھن کے نیک ہونے کی بابت زندہ ایمان موجود نہ ہو وہ سالہا سال کی بد قسمتی اور مصیبت کے زمانہ میں جو فتح و شکست کی حالت میں اور کثرت اقتدار اور موت کے وقت میں بھی برابر موجود ہو ایسی مستحکم اور معقول روش قائم نہیں رکھ سکتا جیسی عربی نبی نے قائم رکھی“ (اسلام اور اس کا بانی ص۲۳)

لائبریریوں کے لئے اخبار بدر

مدارس و کالج و پبلک کی لائبریریوں وغیرہ کے لئے بدر کے اجراء کے لئے احباب سے درخواست کی گئی تھی کہ دل کھول کر چندہ دیں تاکہ کم از کم ایک سو پرچے مفت جاری کئے جا سکیں۔ اور یہ تبلیغ کا سب سے سستا ذریعہ ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے ایک سو بیس روپے اور مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب افسر لنگر خانہ قادیان نے چھ روپے دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اسی طرح مکرم مولوی برکات احمد صاحب ناظر امور عامہ کی طرف سے ستر روپے عنایت ہوئے ہیں۔ اس مد میں قریباً سوا دو صد روپے نقد اور وعدہ کی صورت میں حاصل ہوئے ہیں۔ فی الحال ایک سو پرچوں کے لئے کل چھ صد روپیہ درکار ہے۔ بتعدد لائبریریوں وغیرہ کے نام پرچے جاری کئے جا چکے ہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اعلان

تمام پاکستانی خریدار بار اپنا چندہ بابت بدر محاسب صاحب ربوہ میں جمع کرا کے صرف یہ خط لکھ دیتے ہیں کہ ہم نے مینجر صاحب بدر کے نام چندہ بدر جمع کرا دیا ہے جو کہ درست نہیں۔ برائے مہربانی رسید کا نمبر اور تاریخ سے بھی اطلاع دیا کریں۔ ورنہ ترسیل پرچہ میں تاخیر کا امکان ہے۔ (مینیجر)

سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کی وفات!

لاہور ۶ رمئی۔ مکرم سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور گذشتہ رات لاہور میں وفات پا گئے۔ مرحوم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ وفات کے وقت عمر ۸۴ سال تھی۔ آپ کامیاب صحافی اور مقرر تھے۔ اور ہندو۔ سکھ اور مسلم اتحاد کے لئے ساری عمر کوشاں رہے۔ بہت سے سکھ اور ہندو معززین اور لیڈران سے ذاتی تعارف اور تعلقات تھے۔ مہاراجہ صاحب پٹیالہ سے بھی بہت عمدہ مراسم تھے۔ چنانچہ جب مہاراجہ صاحب قادیان تشریف لائے تو ان کے گھر بھی تشریف لے گئے۔ آپ سکھوں سے مسلمان ہوئے تھے سابقہ نام سردار سورن سنگھ تھا۔ خدا تعالیٰ آپکے درجات کو بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔